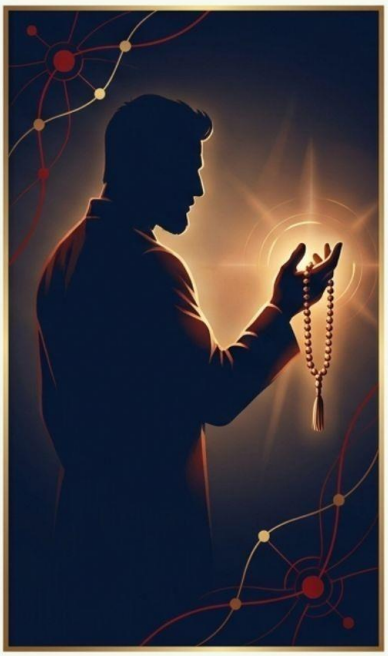
Episodic Novel Series



سایہ محبّت

ایک سنسنی خیز، روحانی اور رومانوی داستان



WWW.URDUNOVELSMAG.COM



قسط نمبر 1

شہرِ لاہور کی فضا پچھلے ایک ماہ سے سسک رہی تھی۔ اکتوبر کی ٹھنڈی ہواؤں میں اب ایک عجیب سا نوحہ تھا، اور رات کے دس بجتے ہی سڑکیں کسی قبرستان کا منظر پیش کرنے لگتیں۔ وجہ صرف ایک تھی—"دی شیڈو" سایہِ قاتل ۔ ایک ایسا پراسرار اور ہولناک سیریل کلر جس نے قانون کی دھجیاں اڑاتے ہوئے شہر کے چھ نامور اور بااثر افراد کو بے رحمی سے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ ہر قتل کے بعد لاش کے سینے پر ایک سفید کارڈ ملتا، جس پر گہرے سرخ خون سے صرف ایک جملہ کندہ ہوتا: "پاکیزہ گناہوں کا انجام صرف موت ہے!"

مال روڈ پر واقع ایک پرانی، نوآبادیاتی دور کی عالی شان کوٹھی کے باہر اس وقت درجنوں پولیس گاڑیاں، فلیش لائٹس اور میڈیا کی وینز جمع تھیں۔ کوٹھی کے اندر

شہر کے نامور جج صاحب کی لاش ان کی اپنی اسٹڈی ٹیبل پر خون میں لت پت پائی گئی تھی۔ یہ "دی شیڈو" کا ساتواں شکار تھا۔

پولیس نے پورے علاقے کو پیلے رنگ کی کرائم سین ٹیپ Crime Scene Tapeسے سیل کر رکھا تھا، لیکن میڈیا کے نمائندے اور کیمرہ مین کسی بھی طرح اندر گھسنے کے لیے بے تاب تھے۔

ٹھیک اسی وقت، سڑک کے دوسرے کونے سے ایک بھاری، خوفناک اور جاندار ہیوی بائیک کی گرجدار آواز گونجی۔ کالی شیشوں والی بلیک ہنڈا سی بی آر پر سوار، بلیک لیدر جیکٹ اور گہرے سن گلاسز جو رات کے اندھیرے میں بھی اس کی آنکھوں کے جلال کو نہیں چھپا پا رہے تھے لگائے، ایس ایس پی سارم لغاری نے کرائم سین پر انٹری لی۔

سارم لغاری—کاؤنٹر ٹیررازم اور اسپیشل کرائمز یونٹ کا سربراہ۔ چھ فٹ دو انچ قد، چٹان جیسا سخت کسرتی وجود اور چہرے پر ایسا رعب کہ بڑے سے بڑا مجرم بھی اس کے سامنے آنے سے پہلے کلمہ پڑھ لے۔ وہ جتنا بے رحم مجرموں کے

لیے تھا، اتنا ہی گہرا مذہبی انسان تھا۔ اس کی بائیک کے ہینڈل پر ایک اونی مصلہ بندھا تھا اور اس کے بائیں ہاتھ کی انگلیوں میں اس وقت بھی ایک ڈیجیٹل تسبیح چل رہی تھی۔ اس نے عہد کیا تھا کہ جب تک وہ اس شہر کو "الخوف" کے سائے سے پاک نہیں کرے گا، وہ اپنی زندگی میں کسی دوسرے بندھن کو جگہ نہیں دے گا۔

"لغاری صاحب آ گئے!" کانسٹیبلز نے مستعدی سے سلیوٹ مارا اور کرائم سین کا راستہ کھولا۔ سارم نے بائیک اسٹینڈ پر لگائی، عینک ہٹائی اور اس کی گہری، چیل جیسی کالی آنکھیں کوٹھی کے مرکزی دروازے پر ٹک گئیں۔

"پورے علاقے کو بلاک کرو۔ جب تک میں اندر ہوں، میڈیا کا ایک پرندہ بھی اس ٹیپ کو پار نہ کرے،" سارم کی دھیمی لیکن چٹان جیسی سخت اور گرجدار آواز گونجی۔

لیکن سارم لغاری عائزہ عباسی کے جنون سے واقف نہیں تھا۔

ٹھیک اسی لمحے، میڈیا کی بھیڑ کو چیرتی ہوئی ایک خاتون رپورٹر، پیلے رنگ کی کرائم سین ٹیپ کو جھٹکے سے نیچے کر کے، اپنے گلے میں لٹکا انویسٹی گیٹو جرنلسٹ کا کارڈ لہراتی ہوئی اندر داخل ہوئی۔

یہ عائزہ عباسی تھی—شہر کی سب سے نامور کرمنل سائیکالوجسٹ اور نڈر صحافی۔ اس کا حسن بلا کا تھا، لیکن اس کی زبان کی دھار اور تکبر کسی کو اپنے پاس بھٹکنے نہیں دیتا تھا۔ وہ ماڈرن اور اعلیٰ تعلیم یافتہ ہونے کے باوجود عورت کے کامل اسلامی معیار پر سختی سے قائم تھی۔ اس نے گہرے سیاہ رنگ کا ایک انتہائی باوقار عبایا پہن رکھا تھا اور سر پر سفید حجاب اتنی نفاست اور حیا کے ساتھ باندھا ہوا تھا کہ اس کا روڈ Rudeاور ضدی مزاج اس کے اس باحیا روپ کو اور بھی دلکش بنا دیتا تھا۔ وہ مردوں سے پیشہ ورانہ دوری رکھنے کی قائل تھی اور پولیس افسران کو تو وہ شدید نااہل سمجھتی تھی۔

"مس! آپ اندر نہیں جا سکتیں۔ پیچھے ہٹیں!" ایک کانسٹیبل نے اسے روکنے کے لیے ہاتھ آگے بڑھایا۔

"اپنا ہاتھ پیچھے رکھیں، افسر!" عائزہ کی کڑک دار، روڈ اور رعب دار آواز گونجی۔

"میں عائزہ عباسی ہوں، اور مجھے جج صاحب کے کیس کی کوریج سے کوئی قانون نہیں روک سکتا۔"

"میں روک سکتا ہوں، مس عباسی!"

ایک بارود جیسی گرم اور چٹان جیسی سخت آواز عائزہ کے کانوں سے ٹکرائی۔

عینی/عائزہ نے چونک کر دیکھا تو سامنے سارم لغاری کھڑا تھا۔ اس کا کسرتی وجود عائزہ پر ایک مہیب سایہ ڈال رہا تھا۔ سارم کی گہری کالی آنکھیں عائزہ کے حجاب میں لپٹے مغرور چہرے پر ٹک گئیں۔ سارم نے زندگی میں پہلی بار کسی لڑکی میں حیا اور اتنے کٹر تکبر کا ایسا شاندار امتزاج دیکھا تھا۔ وہ ایک ہی سیکنڈ میں اندر ہی اندر اس کے اس باوقار روپ پر دیوانہ ہو گیا، لیکن اپنی پوزیشن اور مردانہ غیرت کا پاس رکھتے ہوئے اس نے اپنے چہرے کو مزید سخت کر لیا۔

"ایس ایس پی سارم لغاری۔۔۔" عائزہ نے اپنے سن گلاسز ہٹائے اور سارم کی چیل جیسی آنکھوں میں براہِ راست جھانکا۔ اس کی آنکھوں میں سارم کے رعب

کا ایک فیصد بھی خوف نہیں تھا۔ "آپ کا یہ صدارتی پروٹوکول اور یہ بھاری سیکیورٹی پولیس کی نااہلی کو نہیں چھپا سکتی۔ پورا شہر خوف کی لپیٹ میں ہے، ساتواں قتل ہو چکا ہے اور آپ لوگ یہاں صرف کرائم سین کو سیل کرنے میں مصروف ہیں۔"

سارم کے لبوں پر ایک انتہائی سرد اور قاتلانہ مسکراہٹ ابھری۔ اس نے ایک قدم آگے بڑھایا، جس سے ان کے درمیان کا فاصلہ خطرناک حد تک کم ہو گیا۔ عائزہ کا دل انجانے سحر سے زور سے دھڑکا، لیکن وہ پیچھے نہیں ہٹی۔

"یہ تمہارا نیوز روم نہیں ہے، مس عائزہ خان عباسی ، جہاں تم بیٹھ کر لکچرز دو،" سارم کا لہجہ بلا کا دھیما اور سرد تھا۔ "یہ میرا کرائم سین ہے، اور یہاں صرف لغاری کا قانون چلتا ہے۔ تم نے سیکیورٹی زون کو توڑا ہے، جو کہ ایک جرم ہے۔"

سارم نے اپنی پاکٹ سے افیشل چالان بک نکالی، ایک بڑا فائن کارڈ سائن کیا اور عائزہ کے ہاتھ میں دینے کے بجائے، بہت آرام سے اس کے گلے میں لٹکے

جرنلسٹ کارڈ کے کلپ میں پھنسا دیا۔ اس کی انگلیوں کا لمس عائزہ کے کارڈ کو چھو گیا، جس سے عائزہ کے پورے وجود میں ایک کرنٹ سا دوڑ گیا۔

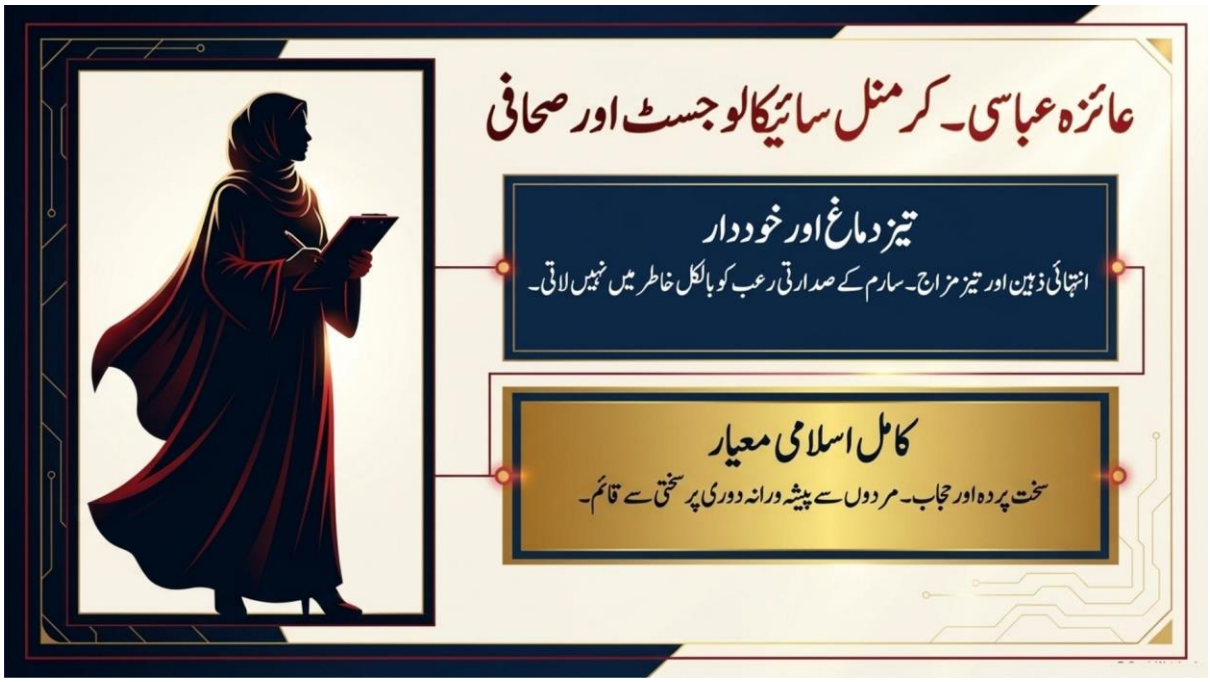
"نو ہزار کا فائن ہے، مس عباسی۔ اور کانسٹیبل! ان کو گاڑی میں بٹھائیں اور پولیس ہیڈ کوارٹر لے جا کر ان کا بیان ریکارڈ کریں۔ جب تک یہ فائن کلیئر نہیں ہوگا، یہ یہاں نظر نہ آئیں،" سارم نے مڑ کر اپنے گارڈز کو حکم دیا اور عائزہ کو دوبارہ دیکھے بغیر، اپنی ڈیجیٹل تسبیح پر انگلی چلاتا ہوا کوٹھی کے اندر بڑھ گیا۔

"سارم لغاری!" عائزہ کا پورا خون کھولنے لگا۔ اس نے غصے سے چالان کارڈ کو دیکھا۔ اج تک کسی مرد کی جرات نہیں ہوئی تھی کہ عائزہ کو اس طرح نظر انداز کرے اور اس کی توہین کرے۔ "تمہارا یہ غرور میں اسی شہر کی مٹی میں ملا دوں گی، مسٹر ایس ایس پی!" اس نے غصے سے پیر پٹخا اور گارڈز کے ساتھ گاڑی کی طرف بڑھی۔

وہ دونوں اس بات سے بالکل بے خبر تھے کہ کوٹھی کے اوپر، چودھویں منزل کے اندھیرے میں کھڑا ایک سایہ دی شیڈو بائیونوکولر سے ان دونوں کے اس پہلے جاندار ٹکراؤ کو دیکھ رہا تھا، اور اس کے لبوں پر ایک خوفناک مسکراہٹ تھی۔ قاتل کو اس سخت گیر ایس ایس پی کو توڑنے کے لیے عائزہ عباسی کی شکل میں سب سے قیمتی مہرہ مل چکا تھا، اور یہیں سے ان کی نیندیں اڑا دینے والے ڈارک سسپنس اور عشق کا پہلا باب شروع ہو چکا تھا۔

URDU NOVELS




عائزہ عباسی۔ کرمنل سائیکالوجسٹ اور صحافی
تیز دماغ اور خوددار
انتہائی ذہین اور تیز مزاج۔ سارم کے صدارتی رعب کو بالکل خاطر میں نہیں لاتی۔
کامل اسلامی معیار
سخت پردہ اور حجاب۔ مردوں سے پیشہ ورانہ دوری پر سختی سے قائم۔


الخوف/دی شیڈو (The Shadow)
پاکیزہ گناہوں کا انجام
صرف موت ہے!
پراسرار سیریل کلر، جس نے پورے شہر کو
خوف میں مبتلا کر رکھا ہے۔
عائزہ کے تیز دماغ سے متاثر اور اسے اپنا
آخری شکار بنانے کا جنون۔

قسط نمبر 2

ایس ایس پی سارم لغاری کے ساتھ اس تلخ ترین ٹکراؤ کو ابھی چوبیس گھنٹے بھی نہیں گزرے تھے کہ عائزہ عباسی کے دفتری کیبن کی فضا یکسر بدل گئی۔

"نیوز وائر انٹرنیشنل" کے بارہویں فلور پر واقع اس کے کیبن کی شیشے کی دیوار سے پورا شہر نظر آتا تھا—وہی شہر جو آج کل ایک نامعلوم خوف کے سائے تلے سانس لے رہا تھا۔

عائزہ اپنے مخصوص بلیک عبایا میں ملبوس، کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے گہرے سوچ بچار میں ڈوبی ہوئی تھی۔ اس کے سامنے میز پر چائے کا مگ ٹھنڈا ہو چکا تھا، لیکن اس کے دماغ کا پارہ کل رات سے اب تک نارمل نہیں ہوا تھا۔

وہ اپنے سفید حجاب کے کناروں کو انگلیوں سے مروڑتے ہوئے بار بار سارم لغاری کی وہ چیل جیسی کالی آنکھیں اور اس کا چالان کارڈ کارڈ کے ہک میں پھنسانے کا وہ رعب دار انداز یاد کر کے کڑھ رہی تھی۔

"مغرور انسان۔۔۔ خود کو پتہ نہیں کیا سمجھتا ہے،" عائزہ نے غصے سے بڑبڑاتے ہوئے اپنے لیپ ٹاپ پر انگلی چلائی کہ اسی لمحے اس کے کیبن کا دروازہ بجا اور اس کا اسسٹنٹ ایک چمکدار، گہرے سرخ رنگ کا مخملی لفافہ ہاتھ میں لیے اندر داخل ہوا۔

"میم! ابھی نیچے ڈیسک پر کوئی یہ پارسل آپ کے نام چھوڑ کر گیا ہے،" اسسٹنٹ نے وہ لفافہ میز پر رکھا اور چلا گیا۔

عائزہ نے مشکوک نظروں سے اس سرخ لفافے کو دیکھا۔ اس پر نہ تو بھیجنے والے کا نام تھا اور نہ ہی کوئی پتہ، بس ابلتے ہوئے موم سے ایک عجیب سا مہر بند نشان بنا ہوا تھا—ایک الٹی کھوپڑی کا نشان۔ عینی/عائزہ کا دل انجانے خوف سے ایک پل کے لیے زور سے دھڑکا۔ اس نے احتیاط سے پیپر کٹر اٹھایا

اور مہر کو توڑ کر جیسے ہی لفافے کے اندر ہاتھ ڈالا، اس کی انگلیاں کسی ٹھنڈی اور دھاتی چیز سے ٹکرائیں۔

اس نے جیسے ہی وہ چیز باہر نکالی، اس کے منہ سے ایک دھیمی سی سسکی نکل گئی۔

وہ ایک پرانا، چمکدار تانبے کا سکہ تھا جو گہرے سرخ جمیے ہوئے خون سے لت پت تھا۔ اور اس سکے کے نیچے ایک سفید کاغذ پر ٹائپ کیے گئے چند الفاظ تھے:

"محترمہ عائزہ عباسی! آپ کا کرمنل سائیکالوجی کا دماغ کمال کا ہے۔ چونکہ آپ نے شہر کے نئے محافظ، ایس ایس پی سارم لغاری سے ہاتھ ملا لیا ہے، تو یہ میری طرف سے ایک چھوٹا سا تحفہ ہے۔ اس لفافے کے اندر لغاری خاندان کا وہ ڈارک سیکرٹ سیاہ راز موجود ہے، جو اس مغرور ایس ایس پی کو سجدے سے اٹھنے نہیں دے گا۔ کھیل اب تمہارے ہاتھ میں ہے۔۔۔ دستخط: دی شیڈو۔"

عائزہ کے ہاتھ کانپنے لگے۔ اس نے جلدی سے لفافے کے اندر مزید دیکھا تو وہاں سارم لغاری کی کچھ انتہائی خفیہ تصاویر، اس کے روزمرہ کے روٹ کی تفصیلات،

اور لغاری خاندان کے ماضی کے ایک پرانے، دبا دیے گئے کیس کی ایف آئی آر کی کاپی موجود تھی۔ سیریل کلر نے سارم کو مٹانے کا پورا پلان عائزہ کے سامنے رکھ دیا تھا، اور وہ عائزہ کو اس مائنڈ گیم Mind Game میں اپنا آلہ کار بنانا چاہتا تھا۔

"یا اللہ! یہ کیا بلا ہے،" عائزہ نے کانپتے ہاتھوں سے اپنے حجاب کو سیدھا کیا۔ عورت کے اس کامل اسلامی معیار اور اصولوں پر وہ اتنی پکی تھی کہ وہ ایک سچے پولیس افسر کے خلاف کسی مجرم کی بلیک میلنگ کا حصہ کبھی نہیں بن سکتی تھی، چاہے سارم سے اس کی کتنی ہی ذاتی دشمنی کیوں نہ ہو۔

وہ ایک سیکنڈ بھی ضائع کیے بغیر اٹھی، فائلز کو اپنے بیگ میں بند کیا، عبایا کا پلو سنبھالا اور سیدھی پولیس ہیڈ کوارٹر کے ہائی سیکیورٹی زون کی طرف روانہ ہو گئی۔

سوا دو بجے، ایس ایس پی سارم لغاری کے کمانڈ سینٹر کے باہر سیکیورٹی گارڈز نے عائزہ کا راستہ روکنے کی کوشش کی، لیکن عائزہ نے اپنا کارڈ لہراتے ہوئے

کہا، "ایس ایس پی سے کہو کہ 'دی شیڈو' کا اگلا وار ان کی میز پر پہنچ چکا ہے!"

کمانڈ روم کا بھاری اسٹیل کا دروازہ کھلا۔ اندر سینکڑوں اسکرینز چمک رہی تھیں اور سارم لغاری سفید شلوار قمیض اور بلیک لیدر ہولسٹر پسٹن کمر سے باندھے، ہاتھ میں ڈیجیٹل تسبیح لیے نقشے پر کوئی لوکیشن ٹریس کر رہا تھا۔ اس کا کسرتی وجود اج بھی بلا کا بارعب لگ رہا تھا۔ جیسے ہی اس نے عینی/عائزہ کو غصے اور گھبراہٹ میں اندر داخل ہوتے دیکھا، اس کی گہری کالی آنکھیں سکڑ گئیں۔

"میں نے تمہیں کہا تھا نا، مس عباسی! فائن کلیئر کیے بغیر یہاں نظر مت آنا،" سارم نے تسبیح کو مٹھی میں بھینچتے ہوئے سرد اور روڈ لہجے میں کہا۔

"اپنا یہ صدارتی رعب اپنے گارڈز پر چلائیں، مسٹر سارم لغاری!" عائزہ نے تیز قدموں سے آگے بڑھ کر وہ سرخ لفافہ اور خون آلود سکہ پوری طاقت سے سارم کے نقشے پر پٹخ دیا۔ "آپ کا یہ تکبر آپ کو لے ڈوبے گا۔ یہ دیکھیے، آپ کا وہ

'سایہ' اج میرے کیبن تک پہنچ چکا ہے، اور اگلی ہٹ لسٹ پر آپ کا نام اور آپ کے اس لغاری خاندان کا کوئی پرانا گناہ لکھا ہوا ہے!"

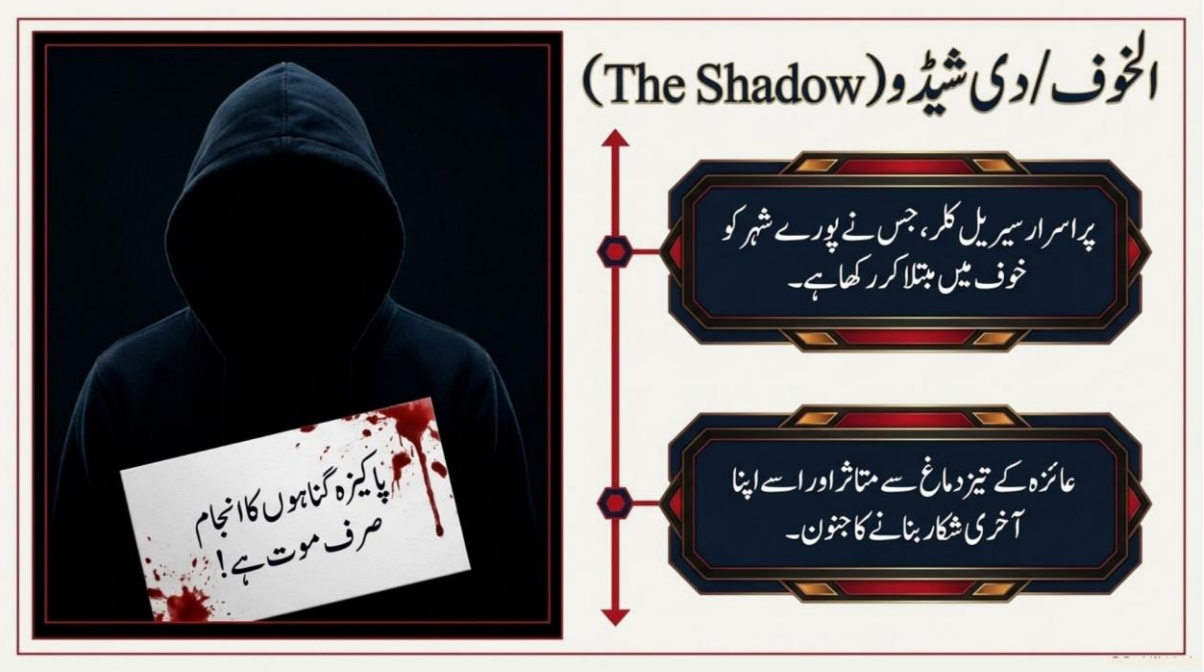
سارم نے جیسے ہی وہ سرخ لفافہ اور الٹی کھوپڑی کی مہر دیکھی، اس کے چہرے کا ایک ایک مسل تن گیا۔ اس نے تیزی سے کاغذات دیکھے۔ اس کی آنکھیں غصے اور جلال سے سرخ ہونے لگیں، لیکن اس کی نظریں بار بار عائزہ کے معصوم اور خوفزدہ چہرے کا طواف کر رہی تھیں، جو اس کے تحفظ کے لیے یہاں چلی آئی تھی۔ وہ اندر ہی اندر اس کے اس سچے اور نڈر ایمان پر ایک بار پھر فدا ہو چکا تھا، لیکن اس کی مردانہ غیرت نے پینل کو لاک کر دیا۔

سارم نے جھٹکے سے وہ تمام پیپرز اٹھائے، اپنے لوہے کے سیف لاکر میں بند کیے اور چابی اپنی پاکٹ میں رکھتے ہوئے عائزہ کے بالکل قریب آ گیا۔ اس کا چھ فٹ دو انچ کا وجود عائزہ کے سامنے ایک چٹان کی طرح کھڑا تھا۔

"آج سے تم اس کیس سے آفیشلی باہر ہو، عائزہ عباسی!" سارم نے بہت دھیمے، بارود جیسے گرم اور پوزیسیو Possessive لہجے میں اس کی آنکھوں

میں جھانکتے ہوئے کہا۔ "اس قاتل نے تمہیں اس مائنڈ گیم کا حصہ بنا کر زندگی کی سب سے بڑی غلطی کی ہے، کیونکہ اب تم سارم لغاری کی رڈار پر ہو۔ تم نے یہ ثبوت یہاں لا کر اپنی جان خطرے میں ڈال دی ہے۔ اب سے تم میری حدود میں ہو، اور تمہاری حفاظت اب میری سب سے بڑی شریعت ہے، چاہے اس کے لیے مجھے تمہیں اس دنیا سے بھی چھپانا کیوں نہ پڑے!"

عینی/عائزہ نے تڑپ کر اس کی آنکھوں میں دیکھا، جہاں اب نفرت نہیں، بلکہ ایک خوفناک حد تک گہرا تحفظ اور پوشیدہ دیوانگی چھپی ہوئی تھی۔ ان کے درمیان کی یہ دماغی جنگ اب ایک خطرناک موڑ لے چکی تھی، کیونکہ وزارتِ داخلہ کی طرف سے اگلی ہی قسط میں ان دونوں کو ایک ہی بند کمرے میں لازمی شراکت داری Partnership کا حکم ملنے والا تھا، جہاں ان کی کٹر انا اور دھڑکنوں کا نیا معرکہ شروع ہونے والا تھا۔



URDU NOVELS MAG

قسط نمبر 3

وزارتِ داخلہ کی طرف سے جاری ہونے والا نوٹیفیکیشن کسی دھماکے سے کم نہیں تھا، جس نے عائزہ عباسی اور ایس ایس پی سارم لغاری دونوں کے ہوش اڑا دیے۔ پورے شہر میں "دی شیڈو" کے بڑھتے ہوئے خوف اور ہائی پروفائل قتل کی ہنگامی صورتحال کے پیشِ نظر، حکومت نے کرمنل سائیکالوجی کے انویسٹی گیشن سیل اور کاؤنٹر ٹیررازم یونٹ کو یکجا کر کے ایک خصوصی جوائنٹ ٹاسک فورس تشکیل دے دی تھی۔

اس کا مطلب یہ تھا کہ عائزہ عباسی اور سارم لغاری اب ایک دوسرے سے بھاگ نہیں سکتے تھے؛ انہیں روزانہ، چوبیس گھنٹے، ایک ہی بند کمرے میں بیٹھ کر قاتل کے خفیہ کوڈز پر کام کرنا تھا۔

ہیڈ کوارٹرز کا کمرہ نمبر 109—جو اب ان کا مشترکہ انویسٹی گیشن روم بن چکا تھا—شدید تناؤ کی لپیٹ میں تھا۔ دیواروں پر مقتولین کی خون آلود تصاویر، نقشے اور قاتل کے چھوڑے گئے "پاکیزہ گناہوں" والے سرخ کارڈ پین اپ تھے۔

عائزہ اپنے مخصوص، باوقار سیاہ عبایا اور چہرے پر سفید حجاب سجائے میز کے ایک کونے پر بیٹھی فائلز کا مطالعہ کر رہی تھی۔ اس کا روڈ اور مغرور Rudeرویہ آج اپنے عروج پر تھا، وہ سارم کے لائے گئے پولیس مائنڈ سیٹ کو کسی کھاتے میں نہیں لا رہی تھی۔

"ایس ایس پی صاحب! اگر آپ کے ان روایتی اور تھرڈ کلاس پولیس طریقوں سے مجرم پکڑا جانا ہوتا، تو اب تک یہ سات قتل نہ ہوتے،" عائزہ نے ایک فائل میز پر پٹختے ہوئے کھرے اور سرد لہجے میں کہا۔ "قاتل کوئی عام گینگسٹر نہیں ہے۔ وہ ایک گہرا نفسیاتی کھیل کھیل رہا ہے، اور جب تک آپ مجرموں کو تھرڈ ڈگری دینے کے بجائے اس کے دماغ کو پڑھنے کی کوشش نہیں کریں گے، آپ اندھیرے میں تیر چلاتے رہیں گے۔"

سارم لغاری جو مصلے کے پاس کھڑا اپنی ڈیجیٹل تسبیح پر انگلی چلا رہا تھا، مڑا۔ اس نے بلیک کمانڈو شرٹ اور کارگو پینٹس پہن رکھی تھی، جس میں اس کا کسرتی وجود بلا کا رعب دار لگ رہا تھا۔ اس کی چیل جیسی کالی آنکھیں عائزہ کے مغرور چہرے پر ٹک گئیں۔ اس کے لبوں پر وہی پرانی، قاتلانہ اور سرد مسکراہٹ ابھری۔

"مس عائزہ عباسی،" سارم نے بہت دھیمے لیکن چٹان جیسے سخت لہجے میں میز کے قریب آ کر کہا۔ "جب تک آپ جیسے پکارے گئے 'سائیکالوجسٹ' فائلوں میں مجرموں کی مظلومیت ڈھونڈتے ہیں، تب تک وہ باہر ایک اور معصوم کی گردن کاٹ چکا ہوتا ہے۔ میری یونیورسٹی اور میرا قانون اسٹوڈنٹس کے لیے الگ ہے، اور یہ کرائم زون ہے۔ یہاں فلسفے نہیں، گن اور گولیوں کی زبان چلتی ہے۔"

"تو پھر چلائیں اپنی گولی، مسٹر سارم! روکیں اسے!" عائزہ نے اپنی کرسی پیچھے دھکیلی اور کھڑی ہو گئی، اس کی بڑی بڑی کالی آنکھیں غصے سے چمک رہی

تھیں۔ "آپ کی یہ انا اور یہ صدارتی رعب پورے شہر کے خوف کو نہیں مٹا سکتا۔"

سارم نے اپنے دونوں ہاتھ میز پر ٹکائے اور عائزہ کی طرف جھک گیا۔ دونوں کے درمیان کا فاصلہ ایک بار پھر خطرناک حد تک کم ہو گیا، یہاں تک کہ عائزہ کو سارم کے وجود سے آنے والی عود کی دھیمی خوشبو اور اس کی گرم سانسیں اپنے چہرے پر محسوس ہونے لگیں۔ عائزہ کا دل اندر سے بری طرح دھڑکا، لیکن عورت کے اس کامل اسلامی معیار پر وہ اتنی پکی تھی کہ اس نے اپنی نظریں نہیں جھکائیں، بلکہ پورے تکبر سے اس کی آنکھوں میں دیکھتی رہی۔

سارم اندر ہی اندر اس کے اس نڈر، باحیا اور مغرور انداز پر کس قدر دیوانہ ہو رہا تھا، یہ صرف اس کا خدا جانتا تھا، لیکن اپنی مردانہ غیرت اور صدارتی رعب کا پاس رکھتے ہوئے اس نے اپنے چہرے کو سپاٹ رکھا۔

"میں اسے روکوں گا، مس عباسی۔۔۔ اور تمہیں بھی،" سارم نے بہت گہرے اور پوزیسیو Possessiveلہجے میں کہا۔ "تمہیں مجھ سے دوری پسند ہے، تو یہ دوری قائم رہے گی۔ لیکن اس کمرے کے اندر، کام میرے اصولوں کے مطابق ہوگا۔ اپنی حد میں رہنا، کیونکہ لغاری اپنی حدود میں کسی کی مداخلت برداشت نہیں کرتا۔"

وہ مڑا اور اپنی فائل اٹھا کر کیبن کے دوسرے کونے میں چلا گیا، لیکن اس بند کمرے کی لازمی شراکت داری نے ان کے مابین دوری اور انا کی ایک ایسی پوشیدہ رومانوی جنگ چھیڑ دی تھی جس کی تپش صاف محسوس ہو رہی تھی۔

سسپنس اور تھرلر کا یہ تانا بانا اب مزید الجھنے والا تھا، کیونکہ اگلی ہی قسط میں ایک طوفانی رات کے اندھیرے میں عائزہ پر قاتل کے غنڈوں کا جان لیوا حملہ ہونے والا تھا، جہاں سارم کا ایک وحشیانہ حفاظتی روپ سامنے آنے والا تھا۔



URDU NOVELS MAG

قسط نمبر 4

آسمان پر کالے سیاہ بادل کسی بھیانک سائے کی طرح منڈلا رہے تھے اور تیز آندھی پورے شہر کی کھڑکیوں کے شیشے بجا رہی تھی۔ رات کے دو بج چکے تھے، لیکن مال روڈ کے پچھلی طرف واقع ایک پرانے، لاوارث صنعتی گودام کے باہر فضا بالکل سنسان تھی۔ عائزہ عباسی اپنے سورس خفیہ مخبر کی دی ہوئی ایک اہم ٹپ پر، سارم لغاری کو بتائے بغیر، اکیلی یہاں پہنچ چکی تھی۔ مخبر نے دعویٰ کیا تھا کہ "دی شیڈو" کا اگلا مقتول اسی گودام کے اندر قید ہے۔

عائزہ نے اپنے سیاہ عبایا کی چادر کو تیز ہوا کے تھپیڑوں سے بچاتے ہوئے سر پر مضبوطی سے جکڑا اور چور دروازے سے گودام کے اندر قدم رکھا۔ اندر گھپ اندھیرا تھا اور صرف زنگ آلود لوہے کے پائپوں سے پانی ٹپکنے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ اس نے اپنے فون کی ٹارچ آن کی اور آگے بڑھی، اس کا دل سینے میں

ہتھوڑے کی طرح بج رہا تھا لیکن اس کا مغرور اور نڈر مزاج اسے پیچھے ہٹنے کی اجازت نہیں دے رہا تھا۔

اچانک گودام کا بڑا لوہے کا شٹر ایک زوردار دھماکے کے ساتھ بند ہو گیا اور عائزہ کے فون کی لائٹ جھٹکے سے بج گئی۔

پورے گودام میں اندھیرا چھا گیا، اور اسی اندھیرے میں سے پانچ نقاب پوش سائے لوہے کی راڈز اور چمکتے ہوئے خنجر ہاتھ میں لیے نمودار ہوئے۔

"عائزہ عباسی۔۔۔" ایک غنڈے کی سرد آواز گونجی۔ "دی شیڈو کا حکم ہے کہ تمہارا یہ تیز دماغ اج یہیں ہمیشہ کے لیے خاموش کر دیا جائے۔"

"پیچھے ہٹو! تمہاری جرات کیسے ہوئی!" عائزہ نے اپنے مخصوص روڈ اورRude رعب دار لہجے میں چلانے کی کوشش کی، لیکن وہ غنڈے اس کی طرف بڑھنے لگے۔ ایک غنڈے نے بڑھ کر اس کا عبایا کھینچنے کی کوشش کی تو عائزہ نے پوری طاقت سے اس کے منہ پر اپنے نوٹس کی بھاری فائل مار دی، لیکن

وہ زیادہ تھے اور عائزہ اکیلی۔ اس کا پورا وجود خوف سے لرزنے لگا اور اس نے بند آنکھوں سے اپنے رب کو پکارا: "یا اللہ! میری حیا اور میری جان کی حفاظت فرما۔"

ٹھیک اسی لمحے، گودام کی پچھلی شیشے کی بڑی کھڑکی ایک ہولناک دھماکے کے ساتھ کرچی کرچی ہو گئی۔

بلیک ہنڈا سی بی آر ہیوی بائیک فضا میں اڑتی ہوئی اندر داخل ہوئی اور ایک سنسنی خیز ڈرفٹ کے ساتھ غنڈوں کے بالکل سامنے آ کر رکی۔ ٹائروں کے جلنے کی بو اور دھواں ہوا میں پھیل گیا۔

سارم لغاری بائیک سے اترا۔ اس وقت اس کا روپ کسی انسان کا نہیں، بلکہ موت کے فرشتے جیسا تھا۔ اس کی گہری کالی آنکھیں جلال اور وحشیانہ جنون سے سرخ ہو رہی تھیں اور اس کے ماتھے پر غصے کی رگیں تنی ہوئی تھیں۔ وہ عائزہ کے بتائے بغیر نکلنے پر پہلے ہی الرٹ ہو چکا تھا اور اس کا جی پی ایس ٹریس کر کے یہاں پہنچا تھا۔ عائزہ پر نامحرموں کا یوں حملہ دیکھ کر اس کی مردانہ غیرت اور پوشیدہ دیوانگی اج اپنی تمام حدود پار کر چکی تھی۔

"تم سب کی موت اج لغاری کے ہاتھوں لکھی ہے!" سارم کی دھیمی لیکن چٹان جیسی سخت اور گرجدار آواز گودام کی دیواروں سے ٹکرائی۔

سارم ایک بپھرے ہوئے شیر کی طرح ان پر ٹوٹ پڑا۔ ایک غنڈے نے لوہے کی راڈ اٹھائی، سارم نے ہوا میں ہی اس کا ہاتھ کلائی سے مروڑا، ہڈی کے ٹوٹنے کی تیز آواز گونجی اور اس نے وہ راڈ چھین کر اس کے سر پر دے ماری۔

دوسرے غنڈے نے خنجر کا وار کرنا چاہا، تو سارم نے اپنے دائیں ہاتھ کا ایک ایسا جاندار اور پاورفل پنچ اس کے منہ پر مارا کہ وہ سیدھا دیوار سے جا ٹکرایا اور اس کے منہ سے خون کا فوارہ چھوٹ گیا۔ وہ اکیلا ان پانچوں مسلح غنڈوں کو انتہائی وحشیانہ اور جان لیوا طریقے سے کاٹ رہا تھا، اس کا ہر ایکشن اتنا تیز اور جاندار تھا کہ غنڈے اس کے جنون کے سامنے بھیڑ بکریوں کی طرح لگ رہے تھے۔

اسی دوران ایک غنڈے نے زمین پر پڑی پسٹل اٹھا کر سیدھا عائزہ پر تان لی۔

"عائزہ!" سارم نے تڑپ کر پکارا۔ اس نے ایک سیکنڈ کا بھی فاصلہ ضائع نہیں کیا۔ وہ ایک چھلانگ لگا کر عائزہ کے بالکل سامنے آ گیا۔

ٹھاہ!

گولی چلنے کی خوفناک آواز گودام میں گونجی۔ گولی سارم کے دائیں بازو کو چیرتی ہوئی گزر گئی، لیکن اس نے اپنے چہرے پر درد کا ایک تاثر بھی نہیں آنے دیا۔ اس نے اپنے بائیں ہاتھ سے عائزہ کی کمر کو دبوچا اور اسے جھٹکے سے کھینچ کر اپنے چوڑے سینے کے گرم اور محفوظ حصار میں لے لیا، اسے اپنے وجود کے پیچھے مکمل طور پر چھپا لیا Shield ۔ اس کا اپنا دل اتنی زور سے دھڑک رہا تھا جیسے ابھی باہر آ جائے گا۔

سارم نے اپنے زخمی ہاتھ سے پسٹل نکالی اور اس غنڈے کی ٹانگ پر فائر کر دیا، وہ تڑپتا ہوا زمین پر گرا۔ باقی بچے دو غنڈے سارم کا یہ خونخوار اور جنونی روپ دیکھ کر اپنے زخمی ساتھیوں کو گھسیٹتے ہوئے شٹر کھول کر وہاں سے فرار ہو گئے۔

پورے گودام میں اب صرف باہر ہونے والی طوفانی بارش اور سارم کی تیز سانسوں کی آواز تھی۔ سارم مڑا، اس کے بازو سے خون تیزی سے بہہ کر اس

کے سفید کرتے کو سرخ کر رہا تھا، لیکن اس کی گہری کالی آنکھیں صرف عائزہ کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں۔ اس نے انتہائی کانپتی آواز میں عائزہ کا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں کے پیالے میں لیا۔

"تم ٹھیک ہو؟ کہیں چوٹ تو نہیں آئی؟ بولو عائزہ!" اس کے لہجے میں جو تڑپ اور دیوانگی تھی، وہ عائزہ کے لیے بالکل نئی تھی۔

عائزہ عباسی، جو اب تک سارم کے وجود سے لگی بری طرح کانپ رہی تھی، نے جب سارم کی آنکھوں میں اپنے لیے یہ سچی دیوانگی، یہ خوف اور اس کا بہتا ہوا خون دیکھا، تو اس کے اندر کا پورا تکبر اور روڈ رویہ ایک ہی پل میں پگھل کر ہوا ہو گیا۔ اسے احساس ہو گیا کہ لغاری کا یہ صدارتی رعب کوئی تکبر نہیں، بلکہ وہ اس کی جان کا سچا محافظ تھا۔ وہ اس کے سینے سے سر ٹکائے زار و قطار رو پڑی، اور ان کے مابین اس طوفانی رات نے محبت کا پہلا بیج بو دیا تھا۔

قسط نمبر 5

گودام کے اس ہولناک معرکے کے بعد، سارم لغاری عائزہ کو بحفاظت لے کر واپس ہیڈ کوارٹر پہنچ چکا تھا۔ سڑکوں پر اب بھی طوفانی بارش جاری تھی اور بادلوں کی گرج چمک سے پورا شہر لرز رہا تھا۔ سارم نے عائزہ کو اپنے پرائیویٹ کیبن میں بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود بنا کچھ بولے، اپنے بازو سے بہتے خون کو سنبھالتا ہوا اندرونی غسل خانے کی طرف بڑھ گیا۔

کمرے میں مکمل خاموشی تھی۔ عائزہ بیڈ کے کنارے بیٹھی اپنے سفید حجاب کو درست کر رہی تھی، لیکن اس کے ہاتھ اب بھی بری طرح کانپ رہے تھے۔ اس کی کالی، مغرور آنکھیں اج پہلی بار پشیمانی اور گہرے پچھتاوے سے نم تھیں۔ وہ سارم کو ایک روڈ، مغرور اور ضدی پولیس والا سمجھتی رہی، لیکن اج

اس انسان نے اس کی حیا اور اس کی جان کی خاطر اپنی جان داؤ پر لگا دی تھی اور گولی اپنے جسم پر جھیلی تھی۔

کچھ دیر بعد سارم غسل خانے سے باہر نکلا۔ اس نے اپنا خون آلود کرتا بدل کر سیاہ رنگ کی سادہ قمیض پہن رکھی تھی، اور اس کا دایاں بازو اب بھی وضو کے پانی سے گیلا تھا۔ اس کے ماتھے پر درد کی باریک لکیریں واضح تھیں، لیکن اس کے چہرے کا رعب اور چٹان جیسا سکون اب بھی برقرار تھا۔

اس نے عائزہ کی طرف دیکھا تک نہیں، بلکہ کمالِ وقار کے ساتھ کمرے کے وسط میں اپنا اونی مصلہ بچھایا اور عشاء کی قضا اور تہجد کی نماز کے لیے نیت باندھ کر کھڑا ہو گیا۔

باہر بجلی کڑک رہی تھی، اور اندر موم بتی کی دھیمی زرد روشنی میں سارم لغاری کا کسرتی وجود خدا کے سامنے جھکا ہوا تھا۔ عائزہ وہیں بیٹھی اس کی پشت کو دیکھ رہی تھی، جہاں بلا کا ٹھہراؤ تھا۔ جیسے ہی سارم سجدے میں گیا، خاموش کمرے میں اس کی دھیمی، رُندھی ہوئی سسکیاں گونجنے لگیں۔

"یا اللہ! میں تیرا ایک عاجز بندہ ہوں--- مجھے اس شہر کے معصوموں کی حفاظت کا بوجھ اٹھانے کی طاقت دے،" سارم مصلے پر سر رگڑ کر رو رہا تھا، اس کی تسبیح فرش پر پڑی چمک رہی تھی۔ "میرے مالک! عائزہ بے قصور ہے،وہ نادان ہے، اس کی حیا اور اس کے وجود کو اس 'سائے' کے مکر سے محفوظ رکھ۔ میری جان لے لے میرے پروردگار، لیکن اس پاک دل لڑکی پر کوئی آنچ نہ آنے دینا---"

عائزہ کے دل پر جیسے کسی نے ہتھوڑے مار دیے ہوں۔ اس کا وہ امریکہ پلٹ کٹر تکبر، وہ روڈ Rudeرویہ اور خاندانی انا اج اس مصلے کے بہتے آنسوؤں کے سامنے ریزہ ریزہ ہو کر مٹی میں مل گئی۔ شہر کا سب سے خوفناک اور بے رحم ایس ایس پی، جس کے نام سے بڑے بڑے مافیا کانپتے تھے، اج خدا کے سامنے ایک عاجز بھکاری کی طرح رو رہا تھا، اور اس کی دعاؤں کا مرکز کوئی اور نہیں، خود عائزہ عباسی تھی۔

عائزہ تڑپ کر اپنی جگہ سے اٹھی۔ اس نے فرسٹ ایڈ باکس اٹھایا اور دبے قدموں سارم کے مصلے کے پاس آ کر بیٹھ گئی۔ جیسے ہی سارم نے سلام پھیرا اور دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے، اس نے دیکھا کہ عائزہ اس کے بالکل سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھی رو رہی تھی۔

"سارم۔۔۔" عائزہ کے لبوں سے پہلی بار اس کا نام اتنے دھیمے اور تڑپتے ہوئے لہجے میں نکلا۔ اس کی مغرور آنکھیں اج محبت اور اعتراف کا سمندر بن چکی تھیں۔ "پلیز، مجھے معاف کر دیں۔ میں آپ کو کیا کچھ نہیں کہتی رہی، لیکن آپ۔۔۔ آپ میری خاطر اپنے وجود کو لہولہان کر کے بیٹھ گئے۔"

سارم نے چونک کر اسے دیکھا۔ اس کی گہری کالی آنکھیں آنسوؤں سے نم اور سرخ تھیں، لیکن ان میں عائزہ کے لیے وہی پرانی، پوشیدہ دیوانگی اب کھل کر نمایاں ہو رہی تھی۔

عائزہ نے بغیر کسی جھجک کے روئی کا ٹکڑا اینٹی سیپٹک میں بھگویا اور بہت نرمی سے سارم کے زخمی بازو پر رکھا، جہاں گولی کا گہرا نشان تھا۔ سارم نے درد کی

شدت سے اپنی آنکھیں میچ لیں اور اس کا پورا جسم تن گیا۔ عائزہ نے تڑپ کر اس کے زخم پر اپنی پھونک ماری، اس کے لمس کی پاکیزگی اور حیا دار قربت سارم کے پورے وجود میں سحر کی طرح اترنے لگی۔

"درد ہو رہا ہے؟" عائزہ نے روتے ہوئے سارم کی آنکھوں میں جھانکا۔

سارم نے اپنا بایاں ہاتھ آگے بڑھایا اور عائزہ کے اس کانپتے ہوئے ہاتھ کو، جو اس کے زخم پر پٹی باندھ رہا تھا، اپنی مضبوط گرفت میں لے لیا۔ اس کا یہ پوزیسیو Possessiveاور رومانوی انداز اج عائزہ کے دل کی دھڑکنوں کو بے قابو کر رہا تھا۔

"میرا درد تو اسی وقت ختم ہو گیا تھا، عینی/عائزہ، جب تم گودام میں محفوظ میرے سینے سے لگی تھیں،" سارم نے انتہائی گہرے، دھیمے اور دیوانہ وار لہجے میں اس کا ہاتھ اپنے لبوں سے لگاتے ہوئے کہا۔ "سارم لغاری کا یہ مصلہ اور یہ وجود صرف تمہاری امان کے لیے ہے۔ میں نے اپنے ایمان کو صرف تمہارے لیے سنبھال کر رکھا ہے۔ کیا اب بھی تم مجھے بدتمیز سمجھتی ہو؟"

عائزہ نے شرما کر اپنی نظریں جھکا لیں، اس کے گالوں پر گلابی حیا بکھر گئی، لیکن اس نے اپنا ہاتھ سارم کی گرفت سے پیچھے نہیں کھینچا۔ عورت کے اس کامل اسلامی معیار پر وہ پکی تھی، اور اج اسے اپنی زندگی کا وہ سچا، غیرت مند ہمسفر مل چکا تھا جس کا وہ خواب دیکھا کرتی تھی۔ ان کے مابین انا کی دوریاں اب ہمیشہ کے لیے ختم ہو چکی تھیں، لیکن سسپنس کا طوفان ابھی تھما نہیں تھا، کیونکہ اگلی ہی قسط میں بیورو کے اندر ایک نئے فارنسک ایکسپرٹ کی انٹری سارم کے اندر پوزیسیو جیلسی Jealousy کا وہ دھماکا کرنے والی تھی جو پورے ہیڈ کوارٹر کو ہلا کر رکھ دے گا۔

قسط نمبر 6

کاؤنٹر ٹیررازم اور اسپیشل کرائمز یونٹ کی مرکزی عمارت میں اگلی صبح ایک نئی ہلچل کا آغاز ہوا۔ وزارتِ داخلہ نے "دی شیڈو" کے کیس کو منطقی انجام تک پہنچانے کے لیے یوکے UK سے ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ اور نامور فارنسک ایکسپرٹ، ڈاکٹر دانیال کو خصوصی طور پر پاکستان بلایا تھا۔

ڈاکٹر دانیال—انتہائی ہینڈسم، سمارٹ اور مغربی رنگ ڈھنگ میں رچا بسا نوجوان تھا، جو پہلی ہی نظر میں عائزہ عباسی کے باوقار حسن، اس کے سیاہ عبایا اور سفید حجاب کے رعب دار وقار سے شدید متاثر ہو چکا تھا۔

اسپیشل بیورو کے کانفرنس روم میں عائزہ، دانیال اور انویسٹی گیشن کی ٹیم نقشوں اور ڈیجیٹل اسکرینز کے سامنے بیٹھی مقتولین کے ناخنوں سے ملنے والے کیمیکل ذرات کا موازنہ کر رہی تھی۔ سارم لغاری اپنے شیشے کے بند کیبن کے اندر

کھڑا، ہاتھ میں ڈیجیٹل تسبیح لیے، نہایت باریک بینی سے باہر لاؤنج کا منظر دیکھ رہا تھا۔ اس کے چہرے کا رعب اج معمول سے زیادہ سخت اور چٹان جیسا سرد تھا۔

"مس عائزہ! آپ کی یہ کرمنل سائیکالوجی کی رپورٹ واقعی اوٹ سٹینڈنگ ہے،" دانیال نے مسکراتے ہوئے اپنے بال پیچھے جھٹکے اور فائل شیئر کرنے کے بہانے اپنی کرسی عائزہ کی ٹیبل کے بالکل قریب کر لی۔ "میں نے یوکے میں بھی اتنی شارپ اور انٹیلیجنٹ جرنلسٹ نہیں دیکھی۔"

عائزہ نے اپنے مخصوص، باوقار اور روڈ Rudeرویے کے ساتھ اپنی فائل تھوڑی پیچھے کھینچی۔ "تھینک یو، ڈاکٹر دانیال! لیکن اگر آپ اپنی تعریفوں کے بجائے اس کیمیکل فارمولے پر دھیان دیں، تو کیس جلدی حل ہو سکتا ہے۔"

دانیال نے ہار نہیں مانی۔ اس نے چائے کا مگ عائزہ کی طرف بڑھایا اور چائے کا مگ دیتے وقت، جان بوجھ کر عائزہ کے ہاتھ کو چھونے Touchکی کوشش کی۔ "ذرا چائے لیجیے، آپ صبح سے کام کر رہی ہیں۔"

ٹاخ!

شیشے کے کیبن کا بھاری لکڑی کا دروازہ اتنی زور سے کھلا کہ پورے کانفرنس روم میں سناٹا چھا گیا۔

سارم لغاری باہر نکلا تھا۔ اس کا کسرتی وجود، بلیک کمانڈو شرٹ اور اس کے کندھے پر بندھا لیدر ہولسٹر پسٹل اس وقت اس کے وحشیانہ جلال کو ابھار رہا تھا۔ اس کی گہری، چیل جیسی کالی آنکھیں غصے اور پوزیسیو جیلسی Jealousy سے خون کی طرح سرخ ہو رہی تھیں۔ وہ عائزہ سے دنیا کے سامنے دوری ضرور رکھتا تھا، لیکن وہ اس کی محبت تھی، اس کے ایمان کی امان تھی—اور کسی نامحرم کا عائزہ کو اس طرح چھونے کی کوشش کرنا سارم کے اندر کے شیر کو جگانے کے لیے کافی تھا۔

سارم نے اپنے ہاتھ میں پکڑی فائل اتنی زور سے میز پر پٹخی کہ میز پر پڑی چائے کی پیالیاں لرز اٹھیں۔ پورے روم کے ملازمین اور کانسٹیبلز سہم کر پیچھے ہو گئے۔

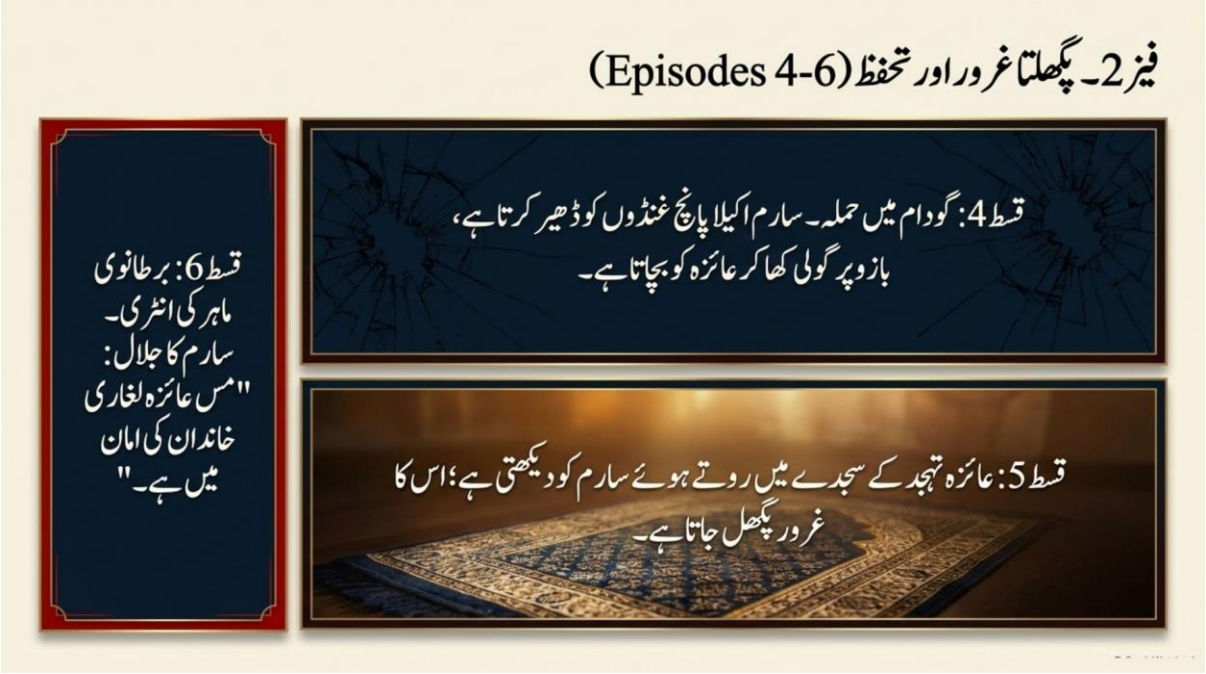
"ڈاکٹر دانیال!" سارم کی دھیمی لیکن بارود جیسی گرم اور گرجدار آواز گونجی۔ اس نے آگے بڑھ کر عائزہ اور دانیال کے درمیان ایک لوہے کی دیوار کی طرح فاصلہ قائم کر دیا۔ "آپ کو یوکے سے یہاں مجرموں کے فارنسک نمونے چیک کرنے کے لیے بلایا گیا ہے۔ اپنے یہ فارنسک ہاتھ صرف لاشوں اور کمپیوٹر اسکرینز تک محدود رکھیں۔"

دانیال نے سارم کے اس کٹر پوزیسیو انداز پر طنز کرنا چاہا، "مسٹر ایس ایس پی! میں تو بس ایک کولیگ کی حیثیت سے۔۔۔"

"اپنی یہ برطانوی حثیت اپنے پاس رکھیں، ڈاکٹر!" سارم نے دانیال کے چہرے کے بالکل قریب ہو کر دھیمے لیکن جان لیوا لہجے میں کہا، اس کے جبڑے بھینچ چکے تھے۔ "مس عائزہ عباسی اس اسپیشل بیورو کی ہیڈ ہیں اور لغاری خاندان کی امان میں ہیں۔ آج کے بعد اگر آپ کا ہاتھ یا آپ کی نظر ان کے عبایا کے ایک دھاگے کے قریب بھی نظر آئی، تو میں پولیس کے قوانین بھول کر آپ کو اسی بیورو کے تہہ خانے میں دفن کر دوں گا۔ اپنی حد یاد رکھیں!"

دانیال سارم کا یہ خطرناک، وحشیانہ اور پوزیسیو جلال دیکھ کر خوف کے مارے سہم گیا اور اپنی کرسی پیچھے کر کے خاموشی سے بیٹھ گیا۔ کیمپس اور بیورو کی باقی جونیئر لڑکیاں جو سارم پر مرتی تھیں، وہ دور کھڑی حسد اور خوف کے ملے جلے جذبات سے یہ منظر دیکھ رہی تھیں کہ سارم لغاری اج تک کسی لڑکی کے لیے اس طرح پاگل نہیں ہوا تھا۔

سارم مڑا، اس نے ایک سیکنڈ کے لیے عائزہ کی آنکھوں میں جھانکا، جہاں اج اس کے اس کٹر جِیلسی والے روپ پر غصہ نہیں تھا، بلکہ ایک گہرا پیار اور میٹھا رومانس جھلک رہا تھا۔ عائزہ نے اپنے سفید حجاب کو تھوڑا سنبھالا اور اپنی نظریں جھکا لیں۔ سارم نے اپنی ڈیجیٹل تسبیح پر دوبارہ انگلی چلائی اور اپنے صدارتی رعب کے ساتھ واپس اپنے کیبن کی طرف بڑھ گیا، لیکن اس جِیلسی کے دھماکے نے بیورو کے اندر سنسنی خیز ماحول پیدا کر دیا تھا، اور "دی شیڈو" اب ان کی اس بڑھتی ہوئی قربت کو دیکھ کر اپنے اگلے ہولناک وار کی تیاری کر رہا تھا۔



URDU NOVELS MAG

قسط نمبر 7

شام کے سات بج چکے تھے اور پورا اسپیشل بیورو ہیڈ کوارٹر لیمپ کی زرد روشنیوں میں ڈوبا ہوا تھا۔ سارم لغاری کی اس وحشیانہ جِیلسی کے واقعے کے بعد دانیال کمالِ خاموشی سے اپنے ڈیپارٹمنٹ تک محدود ہو چکا تھا، لیکن انویسٹی گیشن روم کا ماحول اب بھی سرد اور سنسنی خیز تھا۔

عائزہ اپنے کیبن میں اکیلی بیٹھی کمپیوٹر پر مقتولین کے پروفائلز میچ کر رہی تھی کہ اچانک پورے ہیڈ کوارٹر کی مین لائٹس ایک زوردار جھٹکے کے ساتھ بند ہو گئیں۔ یو پی ایس فوراً آن ہوا، جس سے پورے بیورو میں ہلکی سرخ ایمرجنسی لائٹس جگمگانے لگیں، جو ماحول کو مزید ہولناک بنا رہی تھیں۔

بیپ--- بیپ--- کرکر---

اچانک عائزہ کی میز پر رکھا سیکیورٹی وائرلیس اور اس کا افیشل انٹرکام خود بخود آن ہو گیا۔ اسپیکر سے کسی کے گہرے، سرد اور میکانکی سانس لینے کی آواز گونجنے لگی۔

"ہیلو؟ کون ہے؟" عائزہ نے انٹرکام کا ریسیور اٹھایا، اس کا دل سینے میں زور سے دھڑکا۔

"تم اس پولیس والے کے بہت قریب جا رہی ہو، عائزہ عباسی۔۔۔" ایک انتہائی خوفناک، بھاری اور مصنوعی ڈیجیٹل آواز اسپیکر سے گونجی۔ "سارم لغاری کا یہ مصلہ اور یہ غیرت تمہیں 'دی شیڈو' کے قہر سے نہیں بچا سکتی۔ گناہ بہت جلدی پھیلتے ہیں، عائزہ! اگر تم نے اس کا ساتھ نہ چھوڑا، تو اگلی لاش تمہارے اپنے گھر سے اٹھے گی اور میں اس پورے شہر کو خون سے نہلا دوں گا۔"

"ک۔۔۔ کون ہو تم؟ سکندر؟ الخوف؟" عائزہ کے ہاتھ کانپنے لگے، اس کے چہرے کا رنگ اڑ گیا۔ عورت کے اس کامل اسلامی معیار اور اصولوں پر وہ جتنی

بھی پکی تھی، لیکن اج موت کی یہ لائیو دھمکی اس کی سماعتوں پر ہتھوڑے کی طرح لگی۔

"میں تمہارا سچ ہوں، عائزہ! اور بہت جلد میں تمہیں اپنا سب سے بڑا شاہکار بناؤں گا،" قاتل نے قہقہہ لگایا اور لائن کٹ گئی۔

عائزہ کے ہاتھ سے ریسیور چھوٹ گیا، اس کا دم گھٹنے لگا اور وہ نیم بے ہوشی کی حالت میں کرسی سے پیچھے گرنے لگی کہ اسی سیکنڈ میں دروازہ توڑتا ہوا سارم لغاری اندر داخل ہوا۔ اس نے وائرلیس ہیکنگ کا الرٹ ملتے ہی کمال کی پھرتی دکھائی تھی۔

"عائزہ!" سارم نے تڑپ کر اسے ہوا میں ہی اپنی مضبوط بانہوں کے حصار میں لے لیا۔

عائزہ کا پورا وجود لرز رہا تھا اور اس کی آنکھیں خوف سے بند ہو رہی تھیں۔ اس نے بدحواسی میں سارم کی بلیک کمانڈو شرٹ کو اپنے ہاتھوں میں جکڑ لیا۔ سارم نے اپنی گہری کالی آنکھیں بند کیں، اس کا اپنا دل اتنی زور سے دھڑکا جیسے

ابھی باہر آ جائے گا۔ عائزہ کو یوں موت کے خوف میں دیکھ کر اس کا پوزیسیو جنون اور غیرت اج اپنی آخری حدوں کو چھو رہی تھی۔

"سارم--- وہ--- وہ میرے ابا کو مار دے گا، وہ شہر کو مٹا دے گا،" عائزہ نے اس کے سینے میں منہ چھپا کر روتے ہوئے کہا۔

سارم نے انتہائی نرمی لیکن چٹان جیسی مضبوطی سے اسے خود میں سمو لیا اور اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔ "جب تک سارم لغاری کے جسم میں سانس کا ایک قطرہ بھی باقی ہے، اس دنیا کی کوئی طاقت تمہیں چھو بھی نہیں سکتی، عائزہ۔"

اس نے فورا اپنے وائرلیس پر گارڈز کو الرٹ کیا۔ وہ جان چکا تھا کہ بیورو کے اندر کوئی غدار موجود ہے جس نے قاتل کو ہیکنگ کا راستہ دیا، اور اب ہیڈ کوارٹر عائزہ کے لیے محفوظ نہیں تھا۔ سارم نے ایک بڑا اور سنسنی خیز فیصلہ کیا۔ اس نے عائزہ کو اپنی بلیک ہیوی بائیک پر بٹھایا اور رات کے اندھیرے اور تیز آندھی کے بیچ، شہر سے سینکڑوں میل دور، پہاڑوں اور گھنے جنگلوں کے درمیان بنے اپنے ایک خفیہ سیف ہاؤس Safe House کی طرف روانہ ہو گیا۔

وہ عائزہ کو اس دنیا کی نظروں سے دور، اپنی 'حفاظتی قید' میں رکھنے جا رہا تھا جہاں چوبیس گھنٹے سنائپرز کا پہرہ تھا، اور یہیں سے ان کے بیچ اس ویران جنگل میں ایک گہرے، اور سچے رومانس کا نیا باب شروع ہونے والا تھا جہاں کوئی دنیا نہیں تھی، صرف وہ دونوں تھے اور ان کے مابین پھیلی گہری خاموشی۔

URDU NOVELS MAG

قسط نمبر 8

شہر کے شور، وائرلیس کی سنسناہٹ اور "دی شیڈو" کے ہولناک خوف سے دور، یہ سیف ہاؤس پہاڑوں کے دامن اور گھنے صنوبر کے جنگلوں کے بیچ واقع لکڑی کا ایک چھوٹا سا پُرآسائش کیبن تھا۔ باہر رات کا سیاہ اندھیرا پھیلا ہوا تھا اور پتوں سے چھن کر آتی تیز ہوا کی سائیں سائیں پورے ماحول پر ایک سحر طاری کر رہی تھی

کیبن کے اندر مٹی کے چولہے Fireplace میں لکڑیاں دہک رہی تھیں، جس کی نارنجی روشنی پورے ہال پر رومانوی سائے بنا رہی تھی

عائزہ اپنے گہرے سیاہ عبایا اور سفید حجاب میں ملبوس، چولہے کے پاس رکھی لکڑی کی کرسی پر بیٹھی خاموشی سے جلتی لکڑیوں کو دیکھ رہی تھی۔ اس کے

چہرے کا وہ پرانا، سخت مغرور Rude خول اب مکمل طور پر ختم ہو چکا تھا، وہاں صرف ایک گہرا ٹھہراؤ اور اپنے محافظ کے لیے سچی عقیدت تھی .

سارم لغاری کچن سے مٹی کے دو پیالوں میں گرم سوپ لے کر ہال میں داخل ہوا . اس نے بلیک شلوار قمیض پہن رکھی تھی، اس کی گہری کالی آنکھیں اس وقت پرسکون تھیں اور اس کے بائیں ہاتھ کی انگلیوں میں تسبیح بہت دھیمے دھیمے گھوم رہی تھی . وہ چلتا ہوا آیا اور شریعت کے عین مطابق، تین فٹ کا فاصلہ برقرار رکھتے ہوئے، سوپ کا پیالہ عائزہ کے پاس لکڑی کی میز پر رکھ دیا .

"سوپ پی لو، عائزہ۔ باہر سردی بہت زیادہ ہے،" سارم نے بہت دھیمے اور باوقار لہجے میں کہا اور خود دوسری طرف رکھے صوفے پر بیٹھ گیا .

عائزہ نے پیالہ اٹھایا، گرم سوپ کا ایک گھونٹ بھرا اور سارم کی طرف دیکھا .

"مسٹر سارم۔۔۔ آپ خود کیوں کچھ نہیں کھاتے؟ آپ رات بھر بائیک چلا کر

یہاں آئے ہیں، آپ کے بازو کا زخم بھی ابھی تازہ ہے۔" اس کے لہجے کی فکر سارم کے دل کو چھو گئی .

سارم کے لبوں پر ایک دھیمی اور گہری مسکراہٹ ابھری ." میں ایک سپاہی ہوں، عائزہ۔ مجھے جاگنے اور بھوکے رہنے کی عادت ہے۔ میری فکر مت کرو، تم یہاں مکمل محفوظ ہو۔ اس کیبن کے اردگرد میرے سب سے بہترین کمانڈوز اور سنائپرز تعینات ہیں . جب تک لغاری زندہ ہے، کوئی پرندہ بھی اس حدود کو پار نہیں کر سکتا۔" [.]. ,

عائزہ نے اپنے حجاب کو تھوڑا درست کیا اور بہت دھیمی آواز میں بولی، "میں جانتی ہوں--- مجھے اپنی زندگی میں پہلی بار اس قید میں بھی ایک عجیب سا تحفظ اور سکون محسوس ہو رہا ہے۔ میں نے ہمیشہ سوچا تھا کہ میں بہت نڈر ہوں، لیکن 'دی شیڈو' کی اس کال نے مجھے توڑ دیا تھا۔ اگر آپ وقت پر نہ آتے---" اس کی آواز رُندھ گئی .

سارم کھڑا ہوا اور دھیرے دھیرے چلتا ہوا عائزہ کے بالکل سامنے آ کر کھڑا ہو گیا . فاصلہ اب بھی برقرار تھا، لیکن ان کی نظریں ایک دوسرے کے احساس میں گم تھیں .

"اللہ پاک جس کی حفاظت کا ذمہ اپنے ہاتھ میں لے لے، عائزہ، اسے دنیا کا کوئی کلر یا کوئی سایہ مٹا نہیں سکتا،" سارم نے انتہائی گہرے، رومانوی اور ایمان سے بھرپور لہجے میں اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا ." میں نے اپنے اس مصلے اور اس وردی کو ہمیشہ پاک رکھا ہے، اور میرا ایمان ہے کہ محبت کا جو سفر ہم نے اس سسپنس اور خوف کے بیچ شروع کیا ہے، اللہ اسے اپنی امان میں سرخرو کرے گا۔"

کمرے میں فائر پلیس کی لکڑیوں کے چٹخنے کی آواز آ رہی تھی اور باہر ہوا کا شور تھا، لیکن اس ویران جنگل کے بند کیبن میں ان دونوں کے دلوں کے مابین پھیلی خاموشی اج ان کے رومانس اور سچی محبت کی سب سے بڑی گواہی بن چکی تھی . عائزہ کو اج اپنے اس روڈ ہمسفر کے اندر چھپا ہوا وہ سچا، غیرت مند

مسلمان شوہر مل چکا تھا جس کے سامنے اس کا پورا وجود سر تسلیم خم کر چکا تھا . لیکن وہ دونوں اس بات سے بالکل بے خبر تھے کہ اس خوبصورت سکون کے پیچھے، بیورو کا کوئی بڑا غدار ملازم اج رات ہی اس سیف ہاؤس کی لوکیشن 'دی شیڈو' تک پہنچانے والا تھا، اور اگلی ہی قسط میں اس پرسکون کیبن پر ایک ہولناک اور سنسنی خیز حملہ ہونے والا تھا .

URDU NOVELS MAG

قسط نمبر 9

لکڑی کے اس پُرسکون کیبن میں رات کا آخری پہر اب رینگ رہا تھا، اور باہر صنوبر کے جنگل پر ایک گہری، مہیب خاموشی طاری تھی۔ سارم صوفے پر ٹیک لگائے بیٹھا تھا، اس کے چہرے کا رعب برقرار تھا لیکن آنکھیں چوکنا تھیں، جبکہ عائزہ کرسی پر بیٹھے گہرے سوچ بچار میں ڈوبی ہوئی تھی۔

خچ--- خچ---

اچانک باہر سوکھے پتوں پر کسی کے بھاری اور محتاط قدموں کی سرسراہٹ ابھری۔ سارم کی چیل جیسی کالی آنکھیں ایک دم سکڑ گئیں۔ اس کے ہاتھ میں موجود ڈیجیٹل تسبیح کی گردش وہیں رک گئی۔ اس نے ایک سیکنڈ ضائع کیے بغیر سائیڈ ٹیبل پر رکھی نو ایم ایم کی پسٹل اٹھائی اور عائزہ کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔

ٹھاہ! ٹھاہ! ٹھاہ!

ایک ہی سیکنڈ میں پورا کیبن گولیوں کی بوچھاڑ سے لرز اٹھا۔ کھڑکیوں کے شیشے دھماکے سے کرچی کرچی ہو کر ہال میں گرے، اور فائر پلیس کی چٹختی آگ کی چنگاریاں ہوا میں اچھلیں۔ باہر تعینات سارم کے دو سنائپرز کو غدار کی دی ہوئی لوکیشن کی وجہ سے پہلے ہی خاموشی سے ٹھکانے لگایا جا چکا تھا، اور اب "دی شیڈو" کے دس سے زائد کٹھ پتلی غنڈے خودکار ہتھیاروں کے ساتھ کیبن پر ٹوٹ پڑے تھے۔

"سارم!" عائزہ کے منہ سے خوف کے مارے ایک تیز چیخ نکلی۔ اس نے گھبرا کر اپنے سفید حجاب کو جکڑا۔

سارم نے چیتے کی سی فرتی دکھائی۔ وہ ایک چھلانگ لگا کر عائزہ کے پاس پہنچا، اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے گھسیٹتا ہوا کچن کے پیچھے بنے لوہے کے بھاری کاؤنٹر کے پیچھے لے گیا، جہاں گولیاں پائپوں کو چیرتی ہوئی گزر رہی تھیں۔

"عائزہ! یہاں سے ہلنا مت،" سارم کی آواز میں اس وقت بلا کا جلال اور وحشیانہ جنون تھا۔ "میں نے کہا تھا نا، جب تک لغاری زندہ ہے، کوئی تمہیں ہاتھ بھی نہیں لگا سکتا۔"

سارم کاؤنٹر کے پیچھے سے نکلا۔ اس کی بلیک شلوار قمیض پر اب شیشے کے ٹکڑے چمک رہے تھے، لیکن اس کا کسرتی وجود موت کا پیغام بن چکا تھا۔ اس نے پسٹل تانی اور فائرنگ شروع کر دی۔ ایک غنڈا دروازہ توڑ کر اندر داخل ہوا، سارم کی گولی سیدھی اس کے ماتھے کے بیچوں بیچ لگی اور وہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔ دوسرے غنڈے نے پوزیشن سنبھالنی چاہی، تو سارم نے اس کا بازو مروڑا، اس کی گن چھینی اور اس کے اپنے ہی ہتھیار سے اسے ختم کر دیا۔ وہ اکیلا اس اندھیرے اور تباہ ہوتے کیبن میں ایک جنگجو کی طرح ان کا مقابلہ کر رہا تھا، اس کا ہر ایکشن اتنا تیز اور جاندار تھا کہ غنڈوں کی لاشیں فرش پر گر رہی تھیں۔

لیکن سارم جانتا تھا کہ غنڈے مسلسل بڑھ رہے ہیں اور ان کے پاس وقت بہت کم ہے۔ وہ واپس عائزہ کے پاس پہنچا۔ اس کے اپنے ماتھے سے خون کی ایک باریک لکیر بہہ رہی تھی، لیکن اس کی آنکھوں میں عائزہ کو کھونے کا خوف واضح تھا۔

"عائزہ! بیورو کے اندر کے غدار نے ہماری لوکیشن لیک کی ہے، ہیڈ کوارٹر سے مدد آنے میں وقت لگے گا،" سارم نے کاؤنٹر کے نیچے لگے ایک پوشیدہ لکڑی کے تختے کو اٹھایا، جہاں نیچے اندھیرے میں اترتی ہوئی ایک خفیہ سرنگ نمایاں ہوئی۔ "یہ سرنگ سیدھی پہاڑ کے دوسری طرف جاتی ہے، جہاں میری ایک اور بیک اپ گاڑی کھڑی ہے۔ تم یہاں سے نکلو، ابھی!"

"نہیں--- میں آپ کو اس زخمی حالت میں اکیلا چھوڑ کر نہیں جاؤں گی!" عائزہ نے تڑپ کر اس کی کالی جیکٹ کو اپنے دونوں ہاتھوں میں جکڑ لیا، اس کی روڈ اور مغرور آنکھوں میں اس وقت سارم کے لیے محبت اور تڑپ کا سمندر بہہ رہا تھا۔ "اگر مرنا ہے، تو ہم دونوں یہی مریں گے۔"

سارم نے بہت گہرے، دیوانہ وار اور محبت بھرے لہجے میں اس کے حجاب سے ڈھکے چہرے کو دیکھا۔ اس نے عائزہ کا ہاتھ اپنے لبوں سے لگایا۔ "میری زندگی کی ڈور اب تم سے بندھی ہے، عائزہ۔ اگر تمہیں کچھ ہوا، تو سارم لغاری اندر سے مر جائے گا۔ خدا کے لیے جاؤ، میں ان کا راستہ روکتا ہوں۔"

اس نے عائزہ کو زبردستی سرنگ کے اندر دھکیلا اور اوپر سے تختہ بند کر کے بھاری لوہے کا کاؤنٹر اس پر کھینچ دیا تاکہ غنڈے اسے نہ ڈھونڈ سکیں۔

عائزہ اندھیری سرنگ میں روتی ہوئی بھاگ رہی تھی، جبکہ اس کے پیچھے کیبن سے دھماکوں اور سارم کی پسٹل کی گرجدار آوازیں آ رہی تھیں۔ سسپنس کا یہ خطرناک ترین معرکہ اب ایک اور ہولناک موڑ لے چکا تھا، کیونکہ عائزہ تو بچنے والی تھی، لیکن سارم اسے محفوظ رکھنے کے لیے اگلی ہی قسط میں اس کی زندگی سے ایک دردناک خاموش جدائی اختیار کرنے والا تھا تاکہ قاتل کا پورا دھیان عائزہ سے ہٹ سکے۔



URDU NOVELS MAG

قسط نمبر 10

سیف ہاؤس پر ہونے والے اس ہولناک حملے کو تین دن بیت چکے تھے۔ عائزہ سرنگ کے راستے پہاڑی کے دوسری طرف پہنچ کر سارم کی بیک اپ گاڑی کے ذریعے بحفاظت شہر واپس پہنچ گئی تھی، لیکن اس کا دل و دماغ اب بھی اسی لکڑی کے کیبن میں گولیوں کی تڑتڑاہٹ اور سارم لغاری کے آخری الفاظ پر منجمد تھا۔

وہ روز اسپیشل بیورو ہیڈ کوارٹر آتی، لیکن کمانڈ سینٹر کا وہ کمرہ نمبر 109 اج بالکل سنسان اور اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔ سارم لغاری اس رات کے بعد سے اچانک منظرِ عام سے بالکل غائب ہو چکا تھا۔

اسپیشل فورسز کے نئے انچارج نے عائزہ کو بتایا تھا کہ ایس ایس پی سارم لغاری نے "دی شیڈو" کو گمراہ کرنے اور عائزہ کی جان کو مستقل خطرے سے

نکالنے کے لیے خود کو تمام آفیشل ریکارڈز سے ہٹا لیا ہے اور وہ ایک گمنام مشن پر نکل گیا ہے۔ اس نے عائزہ سے تمام پیشہ ورانہ اور ذاتی تعلقات یکسر توڑ دیے تھے، تاکہ سیریل کلر کو لگے کہ عائزہ اب سارم کے لیے اہم نہیں رہی اور اس کا دھیان عائزہ سے ہٹ جائے۔

یہ خاموش جدائی عائزہ کے لیے کسی جان لیوا عذاب سے کم نہیں تھی۔ وہ روز کینٹین کی اس میز کو دیکھتی جہاں سارم نے دانیال کو جھاڑا تھا، وہ اس کیبن کے باہر کھڑی رہتی جہاں اس کے بوٹوں کی بھاری چاپ گونجتی تھی۔ اسے اج احساس ہوا تھا کہ سارم لغاری کا وہ سخت، بارود جیسا رعب دار سایہ ہی اس کی کھوکھلی اور مغرور زندگی کا اصل سکون اور امان تھا۔

اس رات، پورے شہر پر سیاہ بادل چھائے ہوئے تھے اور تیز بارش کی بوندیں عائزہ کے کمرے کی کھڑکی پر دستک دے رہی تھیں۔ عائزہ اپنے کمرے کے وسط میں اونی مصلے پر بیٹھی تھی۔ اس نے گہرا کالا عبایا پہن رکھا تھا اور سر پر

سفید حجاب سجا تھا، لیکن اس کی بڑی بڑی کالی آنکھیں اج آنسوؤں کا سمندر بنی ہوئی تھیں۔

اس نے تلاوتِ قرآن مکمل کی، مصحف کو چوما اور جیسے ہی دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے، اس کی ہچکیاں بندھ گئیں۔ اس کا وہ پرانا، امریکہ پلٹ تکبر اور روڈ Rudeمزاج اج اس مصلے پر بہتے آنسوؤں میں بہہ چکا تھا۔

"یا اللہ! میں نے ہمیشہ اپنی عقل اور اپنے تکبر پر ناز کیا، لیکن تو نے مجھے سارم جیسے مخلص اور غیرت مند انسان کے ذریعے عاجزی سکھائی،" عائزہ رو رو کر مصلے پر سر رگڑ رہی تھی، اس کے آنسو فرش کو بھگو رہے تھے۔ "میرے مالک! وہ میری خاطر، میری جان بچانے کے لیے اج اس اندھیرے شہر میں موت کے سائے میں اکیلا گھوم رہا ہے۔ اس کی حفاظت فرما میرے پروردگار! اس کے بازو کا زخم ٹھیک کر دے۔ مجھے میرا وہ ہمسفر لوٹا دے، میں اس کے بغیر ادھوری ہوں۔۔۔"

وہ رات بھر مصلے پر سجدے میں گری سارم کی سلامتی کی بھیک مانگتی رہی۔

اب وہ صرف ایک انویسٹی گیٹو جرنلسٹ نہیں تھی، وہ اس کی محبت میں مکمل طور پر گرفتار ہو چکی تھی اور اس کا ایمان پکا ہو چکا تھا کہ جو رب دلوں کو پھیرتا ہے، وہی ان کی اس پاکیزہ جدائی کو ملاپ میں بدلے گا۔

لیکن سسپنس کا سیاہ سایہ ابھی ختم نہیں ہوا تھا۔ "دی شیڈو" سارم کی اس چال کو سمجھ چکا تھا، اور اب اس نے عائزہ کو مصلے سے اٹھا کر اپنے پاس بلانے کے لیے ایک انتہائی گھناؤنا اور نیا جال بن لیا تھا، جہاں اگلی ہی قسط میں عائزہ کے معصوم اور بوڑھے والد کی زندگی داؤ پر لگنے والی تھی۔

قسط نمبر 11

سارم لغاری کی خاموش جدائی کو دوسرا ہفتہ چلرہا تھا، اور عائزہ کے لیے ہر گزرتا دن ایک صدی کی مانند بوجھل ہو چکا تھا۔ وہ خود کو کام میں مصروف رکھنے کی لاحاصل کوشش کر رہی تھی کہ اچانک ایک شام اس کی دنیا یکسر ہلا کر رکھ دی گئی۔

بیورو کی سائرن بجاتی گاڑیاں اور ایف آئی اے کے افسران اچانک عائزہ کے گھر میں داخل ہوئے اور اس کے ضعیف، معصوم والد کو ایک بہت بڑے بین الاقوامی کارپوریٹ فراڈ، منی لانڈرنگ اور قتل کی سازش کے جھوٹے کیس میں ہتھوڑے کی طرح ہتھکڑیاں لگا کر گھسیٹتے ہوئے لے گئے۔ وہ کاغذات اور بینک ٹرانزیکشنز کے ثبوت اتنے ہائی ٹیک اور سائنسی طریقے سے تیار کیے گئے

تھے کہ کوئی بھی عدالت انہیں مسترد نہیں کر سکتی تھی۔ عائزہ کے ابا کی گرتی ہوئی صحت اور دل کا عارضہ اس جھٹکے کو برداشت کرنے کے لائق نہیں تھا۔

"میم! خان صاحب کے خلاف ناقابلِ تردید ڈیجیٹل شواہد ملے ہیں۔ ہمیں اوپر سے آرڈرز ہیں،" افسر نے فائل بند کرتے ہوئے کہا۔

عائزہ اپنے گھر کے ویران صحن میں گھٹنوں کے بل بیٹھ گئی۔ اس کی آنکھیں صدمے سے پتھرا چکی تھیں اور اس کا وہ نڈر، مغرور Rude مزاج اج اپنے باپ کی اس بے بسی پر اندر سے ٹوٹ گیا تھا . وہ سمجھ چکی تھی کہ یہ پولیس یا قانون کی کارروائی نہیں ہے—یہ "دی شیڈو" کا بچھایا ہوا وہ آخری اور ہولناک ترین جال تھا جس کا مقصد اسے اور سارم کو ایک ساتھ مٹانا تھا .

ٹھیک رات کے نو بجے، عائزہ کے پرسنل لیپ ٹاپ کی اسکرین پر ایک گمنام الرٹ چمکا . جیسے ہی اس نے کلک کیا، سیریل کلر کا وہ میکانکی، خوفناک اور ڈیجیٹل میسج سامنے نمودار ہوا:

"بہت پُردرد سجدے اور دعائیں چل رہی ہیں تمہارے مصلے پر، عائزہ عباسی!
لیکن تمہارا وہ محافظ سارم اج تمہارے ابا کو جیل کی کال کوٹھڑی میں مرنے سے نہیں بچا سکتا۔ اگر اپنے باپ کی زندگی اور اس پورے شہر کا جنازہ اٹھتے ہوئے نہیں دیکھنا چاہتی، تو اج رات ٹھیک بارہ بجے، شہر کے سب سے پرانے، ویران کیتھڈرل گرجا گھر میں اکیلی مجھ سے ملنے آؤ۔ اگر تم نے سارم یا کسی اور کو بتایا، تو یاد رکھنا، تمہارے ابا کا لاشہ سب سے پہلے تمہاری دہلیز پر پہنچے گا۔ وقت شروع ہوتا ہے اب۔۔۔"

عائزہ کے پورے وجود میں ایک سرد لہر دوڑ گئی . اس کا دل اتنی زور سے دھڑکا کہ اسے لگا اس کا دم گھٹ جائے گا . وہ جانتی تھی کہ اس اندھیرے گرجا گھر میں جانا سیدھا موت کے منہ میں جانے کے برابر ہے، لیکن اپنے بوڑھے باپ کی زندگی کے لیےاس نے اپنی جان کی پرواہ نہ کرنے کا فیصلہ کر لیا .

اس نے فوراً اپنا سب سے گہرا کالا عبایا پہنا، سر پر سفید حجاب کو انتہائی مضبوطی سے جکڑا، اپنے آنسوؤں کو صاف کیا اور بغیر کسی کو بتائے، رات کے

گھپ اندھیرے اور تیز بارش کے بیچ، اس ویران اور صدیوں پرانے گرجا گھر کی طرف اکیلی روانہ ہو گئی .

وہ نہیں جانتی تھی کہ سسپنس اور تھرلر کا یہ معرکہ اب اپنے فائنل کلائیمیکس کی طرف بڑھ رہا تھا، کیونکہ جہاں وہ اکیلی موت کے چنگل میں جا رہی تھی، وہیں اندھیرے شہر کی سڑکوں پر ایک بار پھر سارم لغاری کی بلیک ہیوی بائیک کی گرجدار آواز گونجنے والی تھی، جو اپنی ملکہ کی امان کے لیے موت کے فرشتے کی طرح واپس لوٹ رہا تھا .

URDU NOVELS MAG

قسط نمبر 12

رات کے ٹھیک بارہ بج رہے تھے۔ طوفانی بارش اور آسمان پر چمکتی بجلی کی تڑپ پورے شہر کو ایک ہولناک منظر میں بدل چکی تھی۔ شہر کے سب سے ویران اور صدیوں پرانے کیتھڈرل گرجا گھر کے اونچے، نوآبادیاتی دور کے برج اندھیرے میں کسی دیو ہیکل سائے کی طرح کھڑے تھے۔

عائزہ عباسی نے کانپتے ہاتھوں سے گرجا گھر کے بھاری، زنگ آلود لوہے کے دروازے کو دھکیلا۔ دروازہ ایک طویل، دردناک چرچراہٹ کے ساتھ کھلا۔ اندر گھپ اندھیرا تھا، اور اونچی چھت سے بارش کا پانی ٹپکنے کی آوازیں پورے ہال میں گونج رہی تھیں۔ رنگین شیشوں والی بڑی کھڑکیوں سے جب باہر کی بجلی چمکتی، تو ہال کے ستونوں اور لکڑی کے بنچوں پر خوفناک سائے لہرانے لگتے۔

عائزہ اپنے سیاہ عبایا اور سفید حجاب میں ملبوس، اپنے قدموں کی چاپ کو سنبھالتی ہوئی ہال کے وسطی راستے پر آگے بڑھی۔ اس کا دل سینے میں پاگلوں کی طرح دھڑک رہا تھا، لیکن اس کی بڑی بڑی کالی آنکھیں اج خوف کے بجائے اپنے باپ کو بچانے کے عزم سے چمک رہی تھیں۔

"میں آ گئی ہوں، الخوف! میں یہاں اکیلی ہوں،" عائزہ کی روڈ Rudeاور رعب دار آواز گرجا گھر کی اونچی چھت سے ٹکرا کر گونجی۔ "میرے ابّا کو رہا کرو اور سامنے آؤ!"

تالیوں کی دھیمی، سرد آواز گونجی۔۔۔

اسٹیج کے اوپر بنے بڑے لکڑی کے کراس Crossکے پیچھے سے ایک لمبا سایہ دھیرے دھیرے سیڑھیاں اترتا ہوا روشنی میں آیا۔ اس نے بلیک اوور کوٹ پہن رکھا تھا، لیکن جیسے ہی اس نے اپنے چہرے سے نقاب ہٹایا، عائزہ کے پیروں تلے سے زمین نکل گئی۔ صدمے کا ایک ایسا جھٹکا اسے لگا کہ وہ دو قدم پیچھے ہٹی۔

سامنے کوئی عام غنڈا یا مافیا کا گینگسٹر نہیں کھڑا تھا۔ وہ شہر کا سب سے معزز، لائق اور ہائی پروفائل بیوروکریٹ اور سیکرٹری داخلہ—وقار ملک تھا! وہی وقار ملک جو اج تک سارم لغاری کے ساتھ مل کر اس کیس کی مانیٹرنگ کر رہا تھا اور جسے پورا شہر ایک ایماندار افسر سمجھتا تھا۔

"ڈاکٹر وقار ملک۔۔۔ آپ؟" عائزہ کے لبوں سے بمشکل نکلا۔

"ہاں، عائزہ عباسی! میں ہی 'دی شیڈو' ہوں،" وقار ملک کے لبوں پر ایک شیطانی اور مکارانہ مسکراہٹ ابھری۔ اس نے اپنی پاکٹ سے نو ایم ایم کی پسٹل نکالی اور سیدھی عائزہ کے ماتھے پر تان لی۔ "اس شہر کے تمام کرپٹ افسران کو میں نے ہی راستے سے ہٹایا ہے۔ وہ سب گنہگار تھے، اور ان کا انجام صرف موت تھا۔ لیکن تمہارا یہ تیز دماغ میرے کھیل کے بیچ میں آ رہا تھا، اور سارم لغاری کا وہ کٹر ایمان مجھے چیلنج کر رہا تھا۔"

وقار ملک نے پسٹل کا سیفٹی لاک آن کیا، اس کی انگلی ٹریگر پر دباؤ بڑھانے لگی۔ "سارم نے خود کو غائب کر کے سوچا کہ وہ تمہیں میرے رڈار سے نکال

لے گا؟ لیکن وہ بیوقوف یہ بھول گیا کہ میں اس کے اپنے ڈیپارٹمنٹ کا سربراہ ہوں۔ اب تمہارا یہ باوقار حجاب اور یہ خوبصورت وجود اج اس اندھیرے گرجا گھر کی مٹی میں مل جائے گا، اور تمہارے بعد اگلا نمبر سارم لغاری کا ہوگا!"

"اپنی پسٹل نیچے کرو، وقار ملک! کیونکہ تمہاری موت کا پروانہ اج خود تمہارے سامنے کھڑا ہے!"

اچانک گرجا گھر کی اونچی چھت کا بڑا، رنگین شیشہ ایک ہولناک دھماکے کے ساتھ کرچی کرچی ہو کر نیچے گرا۔

بلیک لیدر جیکٹ، کالی کمانڈو پینٹ اور ہاتھوں پر چمڑے کے دستانے پہنے سارم لغاری رسی کے سہارے چھت سے نیچے اترا۔ اس کی گہری، چیل جیسی کالی آنکھیں اس وقت جلال اور وحشیانہ جنون سے خون کی طرح سرخ ہو رہی تھیں، اور اس کے چہرے کا رعب کسی جلاد جیسا لگ رہا تھا۔ وہ اس غدار بیورو کا پیچھا کرتے ہوئے، اپنے پوزیسیو جنون کے ساتھ ٹھیک آخری سیکنڈ پر اپنی ملکہ

کے سر پر منڈلاتی موت کے سامنے ایک لوہے کی دیوار بن کر واپس لوٹ آیا تھا۔

سسپنس اور تھرلر کا یہ فائنل شو ڈاؤن اب اپنے سب سے خونریز مرحلے میں داخل ہو چکا تھا، جہاں اس اندھیرے گرجا گھر کے اندر اج رات ایک ہولناک معرکہ ہونے والا تھا جس کی گونج پورے شہر کی نیندیں اڑا دینے کے لیے کافی تھی۔

URDU NOVELS MAG



قسط نمبر 13

گرجا گھر کے اونچے، ویران ہال میں شیشے کے ٹوٹنے کی ہولناک گونج ابھی تھمی بھی نہیں تھی کہ سارم لغاری زمین پر اترا۔ اس کی گہری، چیل جیسی کالی آنکھیں اس وقت جلال اور غصے سے دہک رہی تھیں۔ جیسے ہی وقار ملک نے چونک کر پسٹل کا رخ سارم کی طرف موڑنا چاہا، سارم نے چیتے کی سی چستی دکھائی۔ اس نے رسی چھوڑ کر سیدھی وقار کی کلائی پر ایک جاندار کک ماری۔ ہڈی کے چٹخنے کی تیز آواز کے ساتھ پسٹل دور جا گری اور وقار ملک درد سے بلبلاتا ہوا پیچھے ہٹا۔

"غنڈو! کھڑے کیا دیکھ رہے ہو؟ مار دو اسے! آج یہ یہاں سے زندہ نہیں جانا چاہیے!" وقار ملک نے اپنا زخمی ہاتھ پکڑ کر ہال کے اندھیرے ستونوں کی طرف دیکھ کر پاگلوں کی طرح چلانا شروع کیا۔

پل بھر میں، اندھیرے ستونوں کے پیچھے سے دس مسلح نقاب پوش غنڈے لوہے کے بھاری پائپ، پسٹل اور چمکتے ہوئے تیز دھار خنجر لہراتے ہوئے سارم پر جھپٹ پڑے۔ لیکن سارم لغاری اس وقت کسی انسان کے روپ میں نہیں، بلکہ اپنی ملکہ کی غیرت کے لیے ایک بے رحم جلاد بن کر اترا تھا۔ اس کی لیدر جیکٹ پر بارش کے قطرے چمک رہے تھے اور اس کا پورا کسرتی وجود دشمنوں کو مٹانے کے لیے تیار تھا۔

"عائزہ! اس بڑے لکڑی کے کراس کے پیچھے چھپ جاؤ اور اپنا سر نیچے رکھنا!" سارم نے اپنی دھیمی لیکن گرجدار آواز میں حکم دیا، جس کی گونج سے گرجا گھر کی دیواریں لرز اٹھیں۔

عائزہ نے ایک سیکنڈ بھی ضائع نہیں کیا۔ وہ اپنے سیاہ عبایا کو سنبھالتی ہوئی تیزی سے لکڑی کے بڑے اسٹیج کے پیچھے بنے تاریخی الٹار Altar کے پیچھے ہو گئی۔ اس نے اپنی زندگی میں کا یہ پاورفل، وحشیانہ اور جان لیوا ایکشن روپ

پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ وہ باہر کھڑی کانپتے دل کے ساتھ اس خونی معرکے کو دیکھنے لگی۔

پہلا غنڈا خنجر لے کر سارم کی گردن پر وار کرنے آگے بڑھا، سارم نے کمال کی پھرتی سے سائیڈ سٹیپ لیا، ہوا میں ہی اس کی کلائی کو دبوچا، اور اس کا ہاتھ اتنے زور سے مروڑا کہ ہڈی کے ٹوٹنے کی کرخت آواز گونجی۔ سارم نے اس کا خنجر چھین کر دور پھینکا اور اس غنڈے کو اٹھا کر سیدھا پتھر کے ستون پر دے مارا، وہ وہیں بے ہوش ہو گیا۔

اسی دوران دو غنڈے لوہے کے بھاری پائپ سے سارم کے سر پر ایک ساتھ وار کرنے لگے۔ سارم نے نیچے جھک کر خود کو بچایا، ایک غنڈے کی ٹانگ پر زوردار ہٹ کیا، اس کا پائپ چھینا اور اب اس پائپ کے پے در پے اتنے جاندار اور خوفناک وار باقی غنڈوں کے منہ اور پسلیوں پر کیے کہ پورا ہال چیخوں سے گونج اٹھا۔ وہ اکیلا دس غنڈوں پر لوہے کی راڈ کے ساتھ قہر بن کر ٹوٹ رہا تھا۔ اس کا ہر پنچ اور کک اتنی وحشیانہ تھی کہ غنڈے خون میں لت پت ہو کر

فرش پر گر رہے تھے اور سارم کا اپنا سفید کرتا غنڈوں کے خون سے سرخ ہو رہا تھا۔

وقار ملک نے جب دیکھا کہ اس کے سب سے بہترین اور تربیت یافتہ شوٹرز سارم کے اس پوزیسیو جنون کے سامنے بھیڑ بکریوں کی طرح ڈھیر ہو رہے ہیں، تو اس نے موقع پا کر رینگتے ہوئے دور گری پسٹل کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ اس کا ماتھا پسینے سے شرابور تھا اور اس کا معزز چہرہ اب ایک خوفناک مجرم کے روپ میں بگڑ چکا تھا۔

"سارم لغاری! تم اپنی اس ملکہ کو کبھی نہیں بچا پاؤ گے!" وقار ملک نے پسٹل اٹھائی اور کانپتے ہاتھوں سے سیدھا عائزہ کی طرف نشانہ باندھ لیا۔

"وقار ملک! تمہاری یہ جرات!" سارم نے جیسے ہی دیکھا کہ پسٹل کا رخ عائزہ کی طرف ہے، اس کے اندر کی پوشیدہ دیوانگی نے عقل اور قانون کی تمام حدیں مٹا دیں۔ اس نے اچھل کر وقار پر ایک چیتے کی طرح چھلانگ لگائی۔ اسی لمحے وقار کی انگلی ٹریگر پر دبی۔

ٹھاہ!

گولی چلی، لیکن سارم کی ہٹ کی وجہ سے اس کا نشانہ خطا ہو گیا اور گولی ہوا میں فائر ہو کر گرجا گھر کے چھت پر لٹکے پرانے، بھاری کرسٹل فانوس کی زنجیر پر جا لگی۔ وہ بڑا فانوس ایک ہولناک دھماکے اور شیشے کے طوفان کے ساتھ سیدھا فرش پر آ گرا، جس سے پورے ہال میں دھول اور اندھیرا چھا گیا۔

سارم وقار ملک کے اوپر چڑھ بیٹھا۔ اس نے وقار کو بالوں سے دبوچا اور اس کے منہ پر پے در پے اتنے جاندار پنچ مارے کہ وقار کا پورا جبڑا ہٹ گیا، لیکن وقار ملک نے اپنی آخری مکارانہ چال چلتے ہوئے اسٹیج کے پاس بنے ایک پوشیدہ لوہے کے لور Leverکی طرف ہاتھ بڑھایا اور اسے پوری طاقت سے کھینچ دیا۔

ایک گہری گھڑگھڑاہٹ کی آواز آئی۔ لکڑی کا پورا اسٹیج بیچ میں سے دو حصوں میں تقسیم ہو گیا اور اس کے نیچے بنا ایک گہرا، اندھیرا لوہے کا پاٹ چیمبر کھل گیا۔ سارم اور عائزہ دونوں اس توازن کے بگڑنے سے نیچے اس اندھیرے گڑھے میں

گر گئے۔ اوپر کا بھاری لوہے کا دروازہ ایک دم خودکار طریقے سے بند ہو گیا اور باہر سے اس کا ڈیجیٹل لاک لگ گیا۔ وقار ملک زخمی حالت میں قہقہہ لگاتا ہوا خفیہ سرنگوں کی طرف بھاگ نکلا، ان دونوں کو موت کے منہ میں چھوڑ کر۔

URDU NOVELS MAG

قسط 14

گرجا گھر کا ہال خون، بارود کی بو اور گولیوں کے خالی خول سے بھرا ہوا تھا۔ سارم لغاری نے اکیلے ہی "دی شیڈو" کے آخری غنڈے کو فرش پر پچھاڑا تھا، لیکن ولن—شہر کا سب سے بڑا اور معزز بیوروکریٹ—زخمی ہونے کے باوجود انتہائی مکار اور پھرتیلا نکلا۔ وہ ہال کے عقبی حصے میں بنے ایک بھاری لوہے کے دروازے کو کھول کر اندھیرے تہہ خانے کی طرف بھاگ چکا تھا۔

"عائزہ! میرے پیچھے رہنا،" سارم نے ہانپتے ہوئے اپنی پسٹل دوبارہ لوڈ کی اور عائزہ کو اپنے پیچھے کرتے ہوئے اس سیاہ، نم آلود تہہ خانے کی سیڑھیوں کی طرف بڑھا۔ عائزہ نے مضبوطی سے اپنے بلیک عبائے کو سمیٹتے ہوئے سارم کے قدموں کی دھمک کا پیچھا کیا۔ اس کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا، لیکن سارم کی موجودگی اس کے اعصاب کو ٹوٹنے نہیں دے رہی تھی۔

سیڑھیاں اترتے ہی وہ ایک بہت بڑے، فیکٹری نما چیمبر میں داخل ہوئے جہاں شہر کی مین واٹر سپلائی کے دیو ہیکل پائپس گزر رہے تھے۔ وہاں حبس اور گھٹن کا راج تھا، اور سامنے ہی ایک لوہے کے بڑے چیمبر کے اوپر ڈیجیٹل اسکرین پر سرخ رنگ کے ہندسے چمک رہے تھے: 10:00 منٹ۔

"بہت دیر کر دی، مسٹر سارم لغاری!" اچانک تہہ خانے کے لاؤڈ اسپیکر سے ولن کی ہنسی گونجی۔ وہ خود چیمبر کے دوسری طرف ایک بلٹ پروف شیشے کی اوٹ میں محفوظ کھڑا تھا، جہاں سے اس کا مکروہ چہرہ صاف دکھائی دے رہا تھا۔ "تم نے سوچا تم مجھے پکڑ لو گے؟ یہ جو بم تم دیکھ رہے ہو، یہ کوئی عام بارود نہیں ہے۔ یہ وہ کیمیکل زہر ہے جو اگلے دس منٹ میں اس شہر کے پینے کے پانی میں شامل ہو جائے گا۔ کل صبح جب اس شہر کے لاکھوں معصوم بیدار ہوں گے، تو وہ موت کی نیند سو چکے ہوں گے!"

"تم ایک بیمار ذہن کے درندے ہو! خدا کی لاٹھی بے آواز ہے، تم بچ نہیں پاؤ گے،" سارم کی آواز غصے سے لرز اٹھی۔ اس نے شیشے پر فائر کیا، لیکن گولی شیشے کو چھو کر مڑ گئی۔

" ایس ایس پی! تمہاری گولیاں میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں،" ولن نے قہقہہ لگایا۔ "لیکن کھیل میں مزہ تب ہے جب تڑپ تمہاری ہو۔"

اس سے پہلے کہ سارم کچھ سمجھ پاتا، ولن نے ایک ریموٹ بٹن دبایا۔ ایک زوردار ہائیڈرولک آواز کے ساتھ، سارم اور عائزہ کے پیچھے ایک بھاری لوہے کا خودکار دروازہ گرا اور وہ دونوں ایک چورس، ہوا بند Airtight لوہے کے کیبن کے اندر مقید ہو گئے۔

"اب اس چیمبر کی آکسیجن آہستہ آہستہ ختم ہوگی۔ تمہارے پاس صرف دس منٹ ہیں، سارم! یا تو اپنی جان بچانے کے لیے اس چیمبر کا دروازہ توڑنے کی کوشش کرو، یا پھر اس بم کو ناکارہ بناؤ جس کا کوڈ صرف عائزہ کا تیز دماغ بوجھ سکتا ہے۔ لیکن یاد رہے، دونوں کام ایک ساتھ نہیں ہو سکتے۔ شہر مرے گا یا

تم دونوں؟ ٹک ٹک شروع ہو چکی ہے!" ولن کی آواز بند ہو گئی اور پورا اسپیکر خاموش ہو گیا۔

چیمبر کے اندر صرف بم کے ٹائمر کی ہولناک آواز گونج رہی تھی۔ 08:45 منٹ۔

سارم نے لپک کر لوہے کے بھاری دروازے پر ضربیں لگانا شروع کر دیں۔ اس نے اپنے پورے جسم کا زور لگایا، لیکن وہ دروازہ تین انچ موٹی اسٹیل کی چادر سے بنا تھا جو ہلنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔ اس کی ڈیجیٹل تسبیح اس کی مٹھی میں دبی ہوئی تھی اور اس کی پیشانی پر پسینے کے قطرے نمودار ہو چکے تھے۔

عائزہ نے بم کے پاس جا کر دیکھا۔ وہاں ایک کی بورڈ تھا جس پر کوئی ہندسہ یا لفظ نہیں لکھا تھا، بلکہ صرف چند عجیب و غریب نفسیاتی نشانات اور ادھورے جملے لکھی ہوئی اسکرین تھی۔ یہ "دی شیڈو" کا آخری نفسیاتی ٹارچر تھا، وہ عائزہ کے غرور کو خاک میں ملانا چاہتا تھا۔

"سارم! دروازہ توڑنے میں وقت ضائع مت کریں۔ یہ چیمبر ایئر ٹائٹ ہے،" عائزہ کی آواز میں پہلی بار کپکپاہٹ تھی۔ اس نے محسوس کیا کہ کیبن کے اندر ہوا بھاری ہو رہی تھی اور سانس لینا مشکل ہو رہا تھا۔

سارم نے مڑ کر عائزہ کو دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں عائزہ کے لیے وہ تڑپ اور تحفظ کا جنون تھا جو اس نے آج تک چھپا کر رکھا تھا۔ وہ عائزہ کے قریب آیا، اس نے عائزہ کو چھوئے بغیر اپنے چوڑے شانوں سے اسے ڈھانپنے کی کوشش کی جیسے وہ اسے آنے والی موت سے بچا رہا ہو۔

"میں تمہیں کچھ نہیں ہونے دوں گا، عائزہ۔ چاہے میری آخری سانس ہی کیوں نہ نکل جائے،" سارم نے گہری، رعب دار لیکن جذباتی آواز میں کہا۔

ٹائمر اب 07:12 منٹ پر آ چکا تھا، اور چیمبر کے اندر آکسیجن کی کمی کے باعث عائزہ کا دم گھٹنے لگا تھا۔ اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا رہا تھا، لیکن اسے معلوم تھا کہ اگر اس نے ہمت ہاری، تو پورا شہر موت کی آغوش میں چلا جائے گا۔

قسط نمبر 15

خفیہ لوہے کے چیمبر کے اندر کی ہوا اب انتہائی بھاری، گھٹن زدہ اور زہریلی ہو چکی تھی۔ ڈیجیٹل اسکرین پر سرخ رنگ کا ٹائمر اب تیز بیپ کے ساتھ "05:42" منٹ دکھا رہا تھا، اور ہر گزرتے سیکنڈ کے ساتھ آکسیجن کی سطح اس تیزی سے گر رہی تھی کہ سانس لینا ایک عذاب بن چکا تھا۔ عائزہ کا سر بری طرح چکرا رہا تھا، اس کی نبض ڈوبنے لگی اور وہ نڈھال ہو کر لوہے کے ٹھنڈے، سخت فرش پر گرنے لگی۔ اس کا دم گھٹ رہا تھا۔

سارم نے تڑپ کر اپنی پسٹل دور پھینکی اور ایک سیکنڈ ضائع کیے بغیر آگے بڑھ کر عائزہ کے نحیف و نازک وجود کو اپنی مضبوط بانہوں کے گرم حصار میں لے لیا۔ اس نے بہت نرمی سے عائزہ کا سر اپنے چوڑے سینے پر ٹکایا، جہاں اس کا اپنا دل اس وقت پاگلوں کی طرح دھڑک رہا تھا۔ عائزہ کی لمبی، گھنی پلکیں

نیم بے ہوشی کی حالت میں کانپ رہی تھیں اور اس کا سفید حجاب سارم کے سیاہ کرتے کو چھو رہا تھا۔

"عائزہ! عائزہ، آنکھیں کھولو، پلیز۔ دیکھو، مجھ سے بات کرو، تم اس طرح ہمت نہیں ہار سکتیں!" سارم کی آواز میں اج پہلی بار ایک ایسا لرزتا ہوا خوف اور تڑپ تھی جو پورے کیمپس اور اسپیشل بیورو نے اس چٹان جیسے انسان سے کبھی نہیں سنی تھی۔ اس کی گہری، چیل جیسی کالی آنکھیں اج آنسوؤں سے تر ہو کر سرخ ہو چکی تھیں۔

موت کو اپنی دہلیز پر کھڑا دیکھ کر، سارم لغاری کے اندر چھپا وہ پوزیسیو جنون، غیرت اور نکاح کے پہلے دن سے سنبھال کر رکھی گئی دیوانگی اج تمام بندھن توڑ کر باہر آ گئی۔ اس نے عائزہ کے چہرے کو اپنے دونوں ہاتھوں کے پیالے میں لیا، اس کے آنسو اپنے انگوٹھے سے صاف کیے اور انتہائی گہرے، جذباتی اور رومانوی لہجے میں بولا:

"عائزہ! میری بات سنو، تمہیں جاگنا ہوگا۔ اللہ گواہ ہے، میں نے اپنی حیا، اپنے اس مصلے اور اپنے اس دل کو ہمیشہ پاک رکھا اور اسے صرف اور صرف تیرے لیے سنبھال کر رکھا تھا۔ میں نے اپنی زندگی میں کبھی کسی دوسری عورت کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھا، کیونکہ میری روح کے اندر صرف تم بستی ہو۔ اگر اج اس اندھیرے چیمبر میں ہماری سانسیں رک بھی گئیں، تو میں خدا کے سامنے گواہی دوں گا کہ تم میری منکوحہ ہو، میری امان ہو۔ میں جنت کے دروازے پر کھڑا ہو کر اللہ پاک سے تمہیں اپنی ابدی ہمسفر مانگوں گا۔"

سارم کے ان گہرے اور روح پرور الفاظ نے عائزہ کے مرجھاتے ہوئے وجود میں جیسے زندگی کی ایک نئی لہر دوڑائی۔ اس نے شدید مشقت سے اپنی بھاری پلکیں کھولیں، اس کی بڑی بڑی کالی آنکھیں اج کی اس سچی اور بے لوث محبت کے اعتراف پر رو پڑیں۔ اس نے اپنے کانپتے، ٹھنڈے ہاتھوں سے سارم کی لیدر جیکٹ کو اور مضبوطی سے جکڑ لیا اور اپنے سینے میں چھپا وہ سچ اج اعتراف کی صورت میں اگل دیا:

"۔۔۔ اگر اج ہماری موت بھی لکھی ہے، تو مجھے اب کوئی غم نہیں ہے، کیونکہ میں آپ کی باہوں میں، آپ کے پاس مر رہی ہوں۔ اللہ گواہ ہے، میں آپ سے سچی محبت کرتی ہوں۔ میرا وہ تکبر، میرا وہ غصہ اور میرا وہ روڈ Rudeرویہ صرف ایک خول تھا جس کے پیچھے میں اپنے جذبات چھپاتی تھی، میں تو اس دن سے آپ کی ہو چکی تھی جس دن آپ نے اس ویران گودام میں میرے لیے گولی اپنے جسم پر جھیلی تھی۔ اگر ہمیں اگلی زندگی ملی، تو میرا ہمسفر صرف آپ جیسا ہو۔"

ان دونوں بچھڑے اور مغرور دلوں کا یہ اعترافِ محبت اس موت کے چیمبر کے اندھیرے میں ایک ایسی روشنی بن گیا جس نے ان کے ایمان کو اور مضبوط کر دیا تھا۔ ٹائمر اب "03:15" پر پہنچ چکا تھا اور عائزہ کے اس اعتراف نے سارم کے اندر ایک نئی، معجزاتی طاقت بھر دی تھی کیونکہ وہ اپنی ملکہ کو اتنی آسانی سے موت کے منہ میں چھوڑنے کے لیے تیار نہیں تھا۔



URDU NOVELS MAG

قسط نمبر 16

عائزہ کا اعترافِ محبت سنتے ہی سارم کا تیز دماغ ایک دم روشن ہو گیا۔ اسے لگا کہ اگر اللہ نے اسے یہ محبت عطا کی ہے، تو وہ اسے یوں ضائع نہیں ہونے دے گا۔ اس نے عائزہ کے چہرے کو دیکھا، جو آکسیجن کی کمی سے پیلا پڑ رہا تھا، لیکن اس کی آنکھوں میں اب موت کا خوف نہیں تھا، بلکہ ایک گہرا سکون تھا۔

"وقار ملک کی نفسیات۔۔۔" عائزہ نے لرزتے لبوں سے، سارم کے گلے میں لٹکی ڈیجیٹل تسبیح کو چھوتے ہوئے بہت دھیمے سے کہا۔ "سارم! اس کی وہ سرخ فائل یاد کریں۔ اس کی ماں کا بے رحمانہ قتل اج سے ٹھیک بائیس سال پہلے ہوا تھا، اور اسی صدمے نے اسے مسخ کر کے 'دی شیڈو' بنایا۔ اس کیس کی تاریخ تھی۔۔۔ 09، 12، 2004۔ وہ اپنے ہر بڑے گناہ اور قتل کا آغاز اسی تاریخ کے ہندسوں سے کرتا ہے!"

سارم کی آنکھوں میں ایک دم چمک ابھری۔ ٹائمر اب تیزی سے گرتا ہوا صرف "01:05" منٹ دکھا رہا تھا اور بومب کی بیپ کی آواز اتنی تیز اور کرخت ہو چکی تھی کہ کانوں کے پردے پھٹ رہے تھے۔ سارم فوراً بومب کے ڈیجیٹل کی پیڈ کی طرف لپکا۔ اس کے ہاتھ خون اور پسینے سے گیلے تھے، لیکن اس کی انگلیوں نے کمال کی فرتی اور مہارت سے وہ چھ ہندسوں کا خفیہ کوڈ درج کیا: "091204"۔

کلک--- بیپ-----

چیمبر کے اندر ایک دم خاموشی چھا گئی۔ وہ ہولناک ٹائمر ٹھیک "00:03" سیکنڈ پر آ کر رک گیا! سرخ لگی اسکرین ایک دم ہری روشنی میں بدل گئی اور کیمیکل بومب کا پورا ڈیجیٹل سسٹم آفیشلی ڈسپوز ہو گیا۔

ٹھیک اسی لمحے، چیمبر کا بھاری لوہے کا دروازہ اوپر سے ایک زوردار ہائیڈرولک کٹر کی آواز کے ساتھ کھلا۔ اسپیشل ٹیسٹ فورس کی سیکیورٹی ٹیم، کمانڈوز اور کانسٹیبلز ہائی ٹیک آلات کے ساتھ نیچے داخل ہو چکے تھے۔ سارم کے ہیڈ کوارٹر

کو بھیجے گئے خودکار خفیہ لوکیشن سگنلز نے اپنا کام کر دیا تھا اور پولیس نے گرجا گھر کو چاروں طرف سے گھیر لیا تھا۔

"سر! آپ ٹھیک ہیں؟ ہم آ گئے ہیں!" کمانڈوز نے سارم کو سہارا دینے کی کوشش کی۔

سارم نے کسی کی مدد لیے بغیر، عائزہ کے نحیف وجود کو اپنی گود میں اٹھایا اور اسے لے کر گرجا گھر کے اس تاریک، خون آلود ہال سے باہر نکل آیا، جہاں باہر کی تازہ ہوا اور اکتوبر کی بارش کے ٹھنڈے قطرے ان کے چہروں پر گرے۔ سارم نے عائزہ کو ایمبولینس کے اندر بٹھایا، اس پر گرم چادر اوڑھائی اور خود وہیں سڑک کے کنارے اپنا اونی مصلہ بچھایا اور فجر کی پہلی اذان کے ساتھ ہی اپنے رب کے سامنے شکرانے کے سجدے میں گر گیا۔

اس کی آنکھوں سے بہنے والے گرم آنسو اج اس کی ملکہ کی سلامتی، پورے شہر کے بچاؤ اور اپنی سچی محبت کے ملنے کا وہ شکرانہ تھے جو لغاری خاندان کی غیرت کا اصل اثاثہ تھا۔ ان کا یہ سسپنس اور تھرلر کا معرکہ اج اپنی زندگی کی سب

سے بڑی جنگ جیت چکا تھا، لیکن "دی شیڈو" وقار ملک ابھی مفرور تھا اور سارم لغاری اب اس پورے شہر سے اس کے وجود کو ہمیشہ کے لیے مٹانے کے لیے اپنے آخری اور سب سے بڑے سرچ آپریشن کا آغاز کرنے والا تھا جس کی سنسنی پورے شہر کو ہلا کر رکھ دینے والی تھی۔

URDU NOVELS MAG

قسط نمبر 17

کیتھڈرل کے اس ہولناک معرکے کے بعد، پورا شہرِ لاہور ایک نئی اور سنسنی خیز تھرلر کی لپیٹ میں آ چکا تھا۔ صبح کے چھ بج رہے تھے، لیکن سورج کی پہلی کرن اج بادلوں کے اس سیاہ حصار کو نہیں چیر پا رہی تھی جو شہر کے افق پر منڈلا رہا تھا۔ وقار ملک کا اصلی چہرہ سامنے آنے کے بعد، وزارتِ داخلہ نے سارم لغاری کو ہنگامی طور پر پورے صوبے کا ڈائریکٹر جنرل IDG اسپیشل آپریشنز تعینات کر دیا تھا۔

سارم لغاری اج اپنے کمانڈ سینٹر کے وسط میں کھڑا تھا۔ اس نے بلیک ٹیکٹیکل ہائی ٹیک یونیفارم، بلیک لیدر ہولسٹر پسٹل اور ہاتھوں پر چمڑے کے دستانے پہن رکھے تھے۔ اس کے ماتھے کی پٹی پر خون کے ہلکے نشانات اب بھی واضح تھے، لیکن اس کی گہری، چیل جیسی کالی آنکھیں اج کسی شکاری کی طرح چمک

رہی تھیں۔ اس کے بائیں ہاتھ کی انگلیوں میں ڈیجیٹل تسبیح کی رفتار اج بارود کی طرح تیز تھی۔

"پورے شہر کو ریڈ زون Red Zone میں تبدیل کر دو!" سارم کی گرجدار اور بارود جیسی گرم آواز کمانڈ روم کے اسپیکرز سے گونجی۔ "ہوائی اڈے، ریلوے اسٹیشن، موٹروے کے تمام ایگزٹ بلاک کر دیے جائیں۔ وقار ملک اسشہر سے باہر نہیں جانا چاہیے۔"

کمانڈ روم کی بڑی ڈیجیٹل اسکرینز پر پورے شہر کے سی سی ٹی وی کیمروں کا لائیو فیڈ چل رہا تھا۔ سارم نے تاریخ کا سب سے بڑا سرچ آپریشن Main Hunt شروع کر دیا تھا۔ فضا میں پولیس اور رینجرز کے چار بلیک ہاک ہیلی کاپٹرز گرج رہے تھے، جن کی سرچ لائٹس اندھیرے گلی کوچوں کو چھان رہی تھیں۔ رینجرز کی پچاس سے زائد بکتر بند گاڑیاں مال روڈ، گلبرگ اور پرانے شہر کے راستوں کو بلاک کر کے کھڑی تھیں۔ پورے شہر میں سائرن کی آوازیں گونج رہی تھیں، جس نے شہریوں کی نیندیں اڑا دی تھیں۔

ادھر، ہسپتال کے ایک پرسکون وی آئی پی کمرے میں عائزہ عباسی بیڈ پر بیٹھی تھی۔ اس نے سفید حجاب اوڑھ رکھا تھا، اور اس کے چہرے پر اب وہ پرانا امریکہ پلٹ تکبر Attitude نہیں تھا، بلکہ سارم کے لیے ایک گہرا اور پاکیزہ پیار جھلک رہا تھا۔ اس کی بڑی بڑی کالی آنکھیں بار بار کمرے کی ٹی وی اسکرین پر چلنے والی لائیو نیوز پر ٹکی ہوئی تھیں، جہاں سارم کے اس ہیبت ناک آپریشن کی سرگرمیاں دکھائی جا رہی تھیں۔

اچانک، سارم کے پرسنل وائرلیس پر ایک الرٹ چمکا: "سر! وقار ملک کی بلیک لینڈ کروزر کو اولڈ سٹی .. پرانے شہر کے پچھلے حصے میں ایک زیرِ تعمیر پچاس منزلہ ٹاور کے پاس دیکھا گیا ہے۔ وہ اکیلا ہے اور اس کے پاس ہتھیار ہیں۔"

سارم نے ایک سیکنڈ بھی ضائع نہیں کیا۔ اس نے اپنی بلیک ہیوی بائیک اسٹارٹ کی اور انجن کی ایک ہولناک گرج کے ساتھ وہ اکیلا، طوفانی رفتار سے پرانے شہر کی تنگ اور تاریک گلیوں کو چیرتا ہوا اس زیرِ تعمیر ٹاور کی طرف بڑھ گیا۔ سسپنس اب اپنے آخری اور سب سے خطرناک موڑ پر پہنچ چکا تھا، جہاں

سارم اپنی ملکہ کی توہین اور شہر کے امن کا حساب اج رات ہی برابر کرنے والا تھا۔

URDU NOVELS MAG

قسط نمبر 18

تیز طوفانی بارش ایک بار پھر شروع ہو چکی تھی اور اکتوبر کی سرد ہوا کے تھپیڑے اس زیر تعمیر پچاس منزلہ عمارت کے لوہے کے ڈھانچوں سے ٹکرا کر سائیں سائیں کر رہے تھے . یہ عمارت شہر کی سب سے اونچی اور ادھوری ساخت تھی، جہاں اندھیرا اور خوف راج کر رہا تھا۔

وقار ملک زخمی حالت میں، اپنا لنگڑاتا ہوا پاؤں گھسیٹتا ہوا سیڑھیوں کے راستے چھت کی طرف بھاگ رہا تھا۔ اس کا وہ مہنگا اوور کوٹ اج کیچڑ اور خون سے لت پت تھا، اور اس کا مکارانہ چہرہ شکست کے خوف سے مسخ ہو چکا تھا۔ اس کے ہاتھ میں اس کی آخری پسٹل تھی، اور وہ چاہتا تھا کہ چھت پر بنے ہیلی پیڈ کے راستے اپنے کسی نجی نیٹ ورک کے ذریعے فرار ہو جائے۔

جیسے ہی وہ پچاسویں منزل کی کھلی چھت پر پہنچا، تیز بارش کے قطرے اس کے چہرے پر گرے۔ سامنے گھپ اندھیرا تھا اور نیچے پورا شہر روشنیوں کے چھوٹے چھوٹے نقطوں کی طرح نظر آ رہا تھا۔

ٹھاخ!

چھت کا لوہے کا بھاری دروازہ ایک زوردار ٹھوکر سے کھلا۔ سارم لغاری باہر نکلا تھا۔ بارش کا پانی اس کے بلیک ٹیکٹیکل جیکٹ سے بہہ رہا تھا، اس کے ہاتھ میں پسٹل تنی ہوئی تھی اور اس کا پورا وجود اج ایک جلاد کی طرح بارعب لگ رہا تھا۔

"وقار ملک! تمہارا یہ سایہ اج لغاری کے ہاتھوں ہمیشہ کے لیے ختم ہونے والا ہے!" سارم کی دھیمی لیکن چٹان جیسی سخت آواز بارش کے شور کو چیرتی ہوئی گونجی۔

"سارم لغاری! تم مجھے کبھی نہیں پکڑ سکتے!" وقار ملک نے دیوانگی کے عالم میں ہنستے ہوئے پسٹل کا رخ سارم کی طرف کیا اور فائرنگ شروع کر دی۔

سارم نے کمال کی پھرتی سے لوہے کے بڑے گارڈرز کے پیچھے پوزیشن لی۔ گولیاں لوہے سے ٹکرا کر چنگاریاں اڑا رہی تھیں۔ جیسے ہی وقار ملک کی پسٹل کی گولیاں ختم ہوئیں اور ایک کلک کی آواز آئی، سارم گراؤنڈ کو چیرتا ہوا ایک چیتے کی طرح باہر نکلا۔ اس نے ایک سیکنڈ کا بھی فاصلہ ضائع نہیں کیا۔

ٹھاہ!

سارم کی پسٹل سے نکلی اکیلی گولی سیدھی وقار ملک کے دائیں گھٹنے کو چیرتی ہوئی گزر گئی۔ وقار ملک کے منہ سے ایک فلک شگاف چیخ نکلی اور وہ پسٹل ہاتھ سے چھوڑ کر لوہے کے فرش پر گر گیا، اس کی ٹانگ سے خون کا فوارہ چھوٹ کر بارش کے پانی میں ملنے لگا۔

سارم تیز اور بھاری قدموں سے چلتا ہوا اس کے قریب آیا۔ اس نے وقار کو بالوں سے دبوچا اور اسے کھینچ کر چھت کے بالکل آخری کنارے پر لٹکا دیا، جہاں نیچے ہزاروں فٹ گہری کھائی تھی۔ وقار ملک کا آدھا وجود ہوا میں معلق تھا اور وہ خوف کے مارے بری طرح کانپ رہا تھا۔

"سارم--- پلیز مجھے مت مارو! میرے پاس اس ریاست کے بہت بڑے راز ہیں، میں تمہیں اربوں روپے دوں گا!" وقار ملک نے روتے ہوئے سارم کے بوٹ پکڑ لیے۔

سارم کی گہری کالی آنکھیں اس وقت اپنی غیرت اور انصاف کے جلال سے چمک رہی تھیں۔ اس نے اپنی ڈیجیٹل تسبیح پر آخری بار انگلی چلائی اور وقار کے چہرے کے بالکل قریب ہو کر بولا:

"توجہ فرماؤ، الخوف! لغاری کی یہ غیرت کسی دولت یا راز کے بکاؤ نہیں ہیں۔ تم نے اس شہر کے معصوموں کو مٹایا، تم نے میری عائزہ کے حجاب اور اس کے کردار پر کیچڑ اچھالا۔ اج تمہارا یہ سایہ قانون اور غیرت کی اس عدالت میں ہمیشہ کے لیے دفن ہو رہا ہے۔ ویلکم ٹو جہنم!"

سارم نے اسے نیچے پھینکنے کے بجائے، ایک جھٹکے سے پیچھے کھینچا اور اس کے دونوں ہاتھوں کو پیٹھ کے پیچھے کر کے لوہے کی ہتھکڑیاں اتنی مضبوطی سے لگا دیں کہ وقار کے منہ سے دوبارہ چیخ نکل گئی۔ ٹھیک اسی وقت رینجرز کے ہیلی

کاپٹرز چھت کے اوپر پہنچ چکے تھے اور ان کی تیز سفید سرچ لائٹس نے پورے ہیلی پیڈ کو روشن کر دیا تھا۔ کمانڈوز نے آگے بڑھ کر وقار ملک کو گھسیٹتے ہوئے نیچے اتارا۔

شہر پر پچھلے ایک ماہ سے منڈلاتا ہوا وہ سیریل کلر کا ہولناک اور تاریک خوف اج ہمیشہ کے لیے ختم ہو چکا تھا۔ سارم لغاری نے اپنی پسٹل ہولسٹر میں ڈالی، آسمان کی طرف دیکھا جہاں اب بارش تھم رہی تھی اور بادل چھٹ رہے تھے، اور دل ہی دل میں اپنے رب کا شکر ادا کیا۔ سسپنس اور تھرلر کا یہ تاریخی معرکہ اج اپنی آخری حدوں کو چھو کر سچی محبت اور امن کی ایک نئی سحر کے لیے بالکل تیار تھا، جہاں اگلی قسط میں اس کا ایک خوبصورت رشتہ عائزہ کے گھر منتظر تھا۔


فیز6۔ شہر کا سرچ آپریشن (Episodes 16-18)
قسط 18: پچاس منزلہ چھت پر مقابلہ۔
سارم گولی مار کر زندہ گرفتار کرتا ہے۔
قسط 17: مفرور ولن کی تلاش۔ ہیلی
کاپٹرز اور تاریخ کا سب سے بڑا مین ہنٹ۔
قسط 16: عائزہ کا پاس ورڈ بریک؛ سارم
تار کاٹ دیتا ہے۔ معجزانہ فرار۔

قسط نمبر 19

وقار ملک کی گرفتاری اور "دی شیڈو" کے عبرت ناک انجام کی خبر جیسے ہی میڈیا پر بریک ہوئی، پورے شہرِ لاہور نے ایک ماہ بعد سکون کا پہلا گہرا سانس لیا۔ شہریوں میں پھیلا ہوا مہیب خوف کا سایہ پل بھر میں غائب ہو گیا اور سڑکوں پر جشن کا سماں تھا۔ حکومتِ پاکستان نے سارم لغاری کی اس بے مثال بہادری، غیرت اور تیز دماغی کے اعتراف میں انہیں مستقل طور پر پورے صوبے کا ڈائریکٹر جنرل IDG سپیشل آپریشنز تعینات کر دیا۔

اگلی صبح جب افق پر سورج طلوع ہوا، تو اس کی سنہری اور پاکیزہ کرنوں میں اب کوئی خوف نہیں تھا، بلکہ ایک نئی اور خوبصورت سحر کا آغاز ہو چکا تھا۔ سارم لغاری اج اپنے ابا جی، دادا جان اور خاندان کے بزرگوں کے ساتھ سفید کڑھائی والے کرتے اور واسکٹ میں ملبوس، چہرے پر بلا کا وقار اور عاجزی سجائے

عائزہ عباسی کے گھر کی طرف روانہ ہو رہا تھا۔ ان کے ساتھ لغاری خاندان کے روایتی شاہی مٹھائیوں کے بڑے بڑے ٹوکرے تھے۔

عائزہ کے والد، خان صاحب، جو سارم کی بروقت کارروائی اور شواہد کی وجہ سے تمام جھوٹے کیسز سے باعزت رہا ہو کر ہسپتال سے گھر منتقل ہو چکے تھے، لاؤنج میں صوفے پر بیٹھے تھے۔ ان کا چہرہ اپنے داماد بننے والی شخصیت کے احترام میں جھکا ہوا تھا۔

عائزہ اپنے کمرے کی کھڑکی کے پاس کھڑی تھی۔ اس نے گہرے نیلے رنگ کا ایک انتہائی خوبصورت عبایا اور سفید حیا دار حجاب اوڑھ رکھا تھا، جس میں اس کا چہرہ کسی چاند کی طرح چمک رہا تھا۔ اس کا وہ پرانا، غرور Attitude اب مکمل طور پر ایک دھیمی اور باوقار حیا میں بدل چکا تھا۔ وہ کھڑکی کے پردے کے پیچھے سے سارم کو گاڑی سے اترتے دیکھ رہی تھی، جس کے ہاتھ میں اج بھی وہ ڈیجیٹل تسبیح بہت دھیمے دھیمے گھوم رہی تھی۔

لاؤنج میں بیٹھ کر، بڑے ملک صاحب نے نہایت احترام اور روایتی وقار کے ساتھ خان صاحب کے سامنے ہاتھ جوڑے۔ "عباسی صاحب! آزمائش کا وقت ختم ہو چکا۔ آپ کی بیٹی نے میرے پوتے سارم کے دل کو جیتا ہے۔ ہم پورے مان اور عزت کے ساتھ، اج اپنی اس ملکہ کا رشتہ اپنے سارم کے لیے مانگنے آئے ہیں۔"

خان صاحب کی آنکھوں میں فخر کے آنسو آ گئے۔ انہوں نے سارم کی طرف دیکھا، جو ملک کا سب سے بڑا ڈی جی ہونے کے باوجود ان کے سامنے انتہائی عاجزی سے سر جھکائے بیٹھا تھا۔ "لغاری صاحب! سارم نے میری بیٹی کی جان بھی بچائی ہے اور میری عزت بھی۔ میرے لیے اس سے بڑا فخر اور کوئی نہیں ہو سکتا کہ میں اپنی عائزہ کا ہاتھ اس غیرت مند انسان کے ہاتھ میں دوں۔"

رشتہ بالاتفاق طے پا گیا، اور دادا جان کے حکم پر اگلے ہی ہفتے شہر کی سب سے بڑی اور تاریخی شاہی مسجد میں ان کے نکاح اور ولیمے کی تاریخ کا فائنل اعلان

کر دیا گیا، جہاں ان کا یہ رومانوی اور سسپنس سے بھرپور سفر اب اپنے ابدی بندھن کی طرف بڑھ رہا تھا۔

URDU NOVELS MAG

قسط نمبر 20

شہر کی تاریخی جامع شاہی مسجد کا وسیع سفید سنگِ مرمر کا صحن اج رنگ برنگے گلاب کے پھولوں، عود کی خوشبو اور لیمپ کی زرد روشنیوں سے جگمگا رہا تھا۔ پورا کیمپس، اسپیشل بیورو کے افسران، کزنز اور دوست اس تاریخی محفل کا حصہ بنے ہوئے تھے۔ سسپنس اور تھرلر کا وہ ہولناک تانا بانا اج ہمیشہ کے لیے ختم ہو کر ایک پاکیزہ اور بندھن کی گواہی بن رہا تھا۔

سارم لغاری اج سفید ریشمی شیروانی، سر پر روایتی پولیٹیکل لغاری پگڑی باندھے، چہرے پر غضب کا رعب اور دھیمی مسکراہٹ سجائے قاضی صاحب کے سامنے بیٹھا تھا۔ اس کی گہری کالی آنکھیں اج شکرانے کے آنسوؤں سے نم تھیں، اور اس کے ہاتھ کی تسبیح اج اس کی دعا کی قبولیت کی چوکھٹ پر کھڑی تھی۔

دوسری طرف، پردے کے پیچھے عائزہ عباسی بیٹھی تھی۔ اس نے گہرے سرخ Royal Redرنگ کا ایک انتہائی شاندار، کامدار برائیڈل عبایا پہنا ہوا تھا اور سر پر میچنگ حیا دار حجاب اتنے وقار سے سیٹ کیا تھا کہ اس کی بڑی بڑی کالی آنکھیں اج سچی محبت کے مان سے چمک رہی تھیں۔ جب قاضی صاحب نے نکاح کے کلمات پڑھے، تو عائزہ نے انتہائی دھیمے، لرزتے لیکن جاندار لہجے میں کہا: "قبول ہے۔"

نکاح کے فوراً بعد، پورے صحن میں تالیوں کا طوفان برپا ہو گیا اور احمر اور صنم نے پیچھے سے کزنز کے روایتی ہلے گلے کے ساتھ خوب ہوٹنگ کی، جس پر عائزہ کے گالوں پر گلابی حیا بکھر گئی۔ سارم نے آگے بڑھ کر بہت نرمی اور فخر کے ساتھ اپنی ملکہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ کے مضبوط حصار میں لے لیا۔

اگلی صبح، ڈی جی سارم لغاری کے پُرآسائش اور بڑے محل نما گھر کے صحن میں ناشتے کی میز سجی ہوئی تھی۔ دادی جان اور دادا جان صوفے پر بیٹھے چائے پی رہے تھے، جبکہ عینی عائزہ کچن سے گرم چائے کی کیتلی اٹھائے باہر آئی۔

اس نے سفید سوتی جوڑے پر گلابی دوپٹے کا حجاب بنا رکھا تھا، جو اس کے چہرے کی معصومیت کو اور بڑھا رہا تھا۔

اس نے بہت سلیقے سے سارم کے سامنے چائے کا مگ رکھا۔ سارم نے اپنی گہری کالی آنکھوں سے اپنی اس مغرور لیکن بے حد پیاری ملکہ کو دیکھا، اور چمچ ہلاتے ہوئے مسکرا کر بولا:

"مسز عائزہ سارم لغاری! اج کی چائے پینے سے پہلے میں ذرا کنفرم کرنا چاہتا ہوں۔ اس بار وہ پرانا والا تکبر یا نمک تو نہیں ہے نا اس میں؟"

لاؤنج میں کزنز اور احمر کا قہقہہ گونج اٹھا۔ عائزہ نے اپنے دونوں ہاتھ کمر پر ٹکائے اور اپنے اسی پرانے روڈ Rude لیکن بے حد پیارے انداز میں منہ بنا کر بولی:

"نہیں، مسٹر ڈی جی! اب اس چائے میں غصہ کبھی نہیں ملے گا، کیونکہ اب اس میں صرف آپ کی اس پوشیدہ دیوانگی، میرے آنسو اور ہماری اس ابدی

محبت کی مٹھاس شامل ہے۔ چپ چاپ پی لیجیے، ورنہ میں اگلا چالان آپ کا ہی کاٹوں گی!"

سارم کا ایک والہانہ اور خوبصورت قہقہہ پورے لاؤنج میں گونجا۔ اس نے چائے کا پہلا گھونٹ بھرا، عائزہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ کے مضبوط حصار میں لیا اور دونوں نے صحن سے طلوع ہوتے ہوئے اس روشن سورج کو دیکھا، جہاں اب شہر میں کوئی خوف نہیں تھا، کوئی "دی شیڈو" نہیں تھا—صرف ان کی سچی محبت، ان کا ایمان اور ان کا ابدی ہمسفر ان کے ساتھ تھا۔



ختم شد